حضور ﷺ نے فرمایا: "البرکۃ مع أکابرکم" برکت تمہارے اکابر کے ساتھ ہیں۔
(رواہ ابن حبان باسناد صحیح)

سلسلۃ دفاع فضائل اعمال ۵

عورت کے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے کے واقعہ پر اعتراض کا جواب

مولانا عبدالرحمٰن عابد-

فرقہ اہل حدیث کے علماء، اپنی عوام کے سامنے، فضائل اعمال میں موجود ایک واقعہ کو نقل کر کے، غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے، بیچارے کم علم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

دیکھئے:

https://archive.org/details/VID20180205WA0001

الجواب:

جس واقعہ پر اعتراض کیا گیا ہے، اس کو ایک بار ملاحظہ فرمائیے:

حافظ ابو نعیمؒ، حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ باہر جا رہا تھا، میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے، تو یہ کہتا ہے:

اللھم صل علی محمد و علیٰ و آل محمد۔

میں نے اس سے پوچھا: کیا کسی علمی دلیل سے تمہارا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے؟)

اس نے پوچھا: تم کون ہو؟

میں نے کہا: میں سفیان ثوری ہوں۔

اس نے کہا: کیا عراق والے سفیان؟

میں نے کہا: ہاں!

کہنے لگے: تمہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے۔

میں نے کہا: ہاں ہے۔

اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے ؟

میں نے کہا: رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔

اس نے کہا: کچھ نہیں پہچانا۔

میں نے کہا: تم کس طرح پہچانتے ہو۔

اس نے کہا: کام کا پختہ (پکّا) ارادہ کرتا ہوں، اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں، مگر نہیں کر سکتا، اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کام کو انجام دیتی ہے۔

میں نے پوچھا: یہ تمہارے درود شریف (پڑھنے) کا کیا معاملہ ہے ؟

اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا ہوا تھا، میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی اسکا انتقال ہو گیا)، اس کا منہ کالا ہو گیا، اور اس کا پیٹ پھول گیا، جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس سے کوئی بہت بڑا گناہ ہوا ہے، میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے، تو میں نے دیکھا کہ تہامہ سے ایک ابر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا، **اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا،** جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، تو ورم بالکل جاتا رہا، میں نے عرض کیا: آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت دور فرمائی، تو انہوں نے فرمایا: میں تیرا نبی (ﷺ) ہوں، میں نے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت فرمایئے، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی قدم رکھا کرو یا اٹھایا کرو تو:

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

پڑھا کرو۔ (**فضائل اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۶۵، طبع** یٰسین بک ڈپو، نیو دہلی، **فضائل اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۵۴،** دینیات ایڈیشن)

اسکین: فضائلِ اعمال: فضائل درود، **نسخہ یٰسین بک ڈپو، نیو دہلی،** اور **نسخہ دینیات**
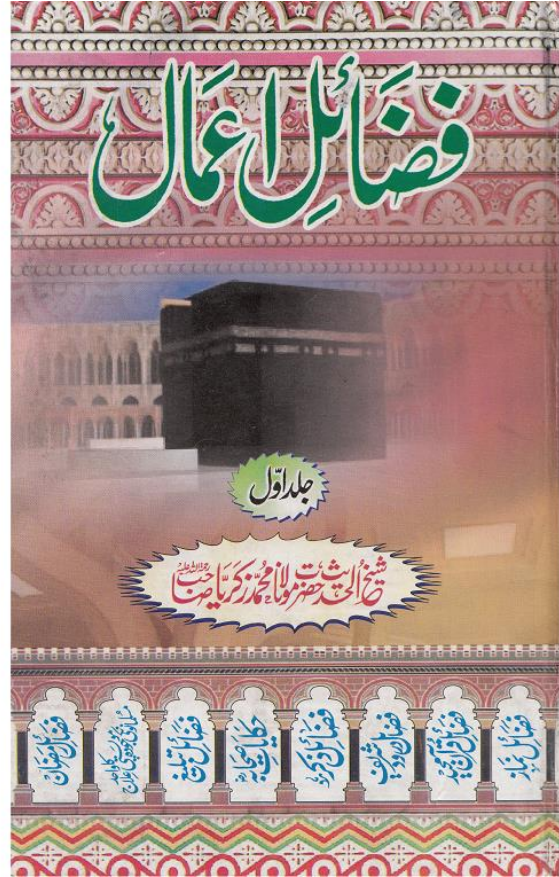
یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

(۴۶) حافظ ابونعیمؒ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جارہا تھا میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اُٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے ؟ (یا محض اپنی رائے سے) اسنے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری۔ اسنے کہا کیا عراق والے سفیان۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ میں نے کہا ہاں ہے۔ اسنے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اسنے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے ؟ اسنے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اسکو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کرسکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا درود کیا چیز ہے ؟ اسنے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا، میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اسکا مُنہ کالا ہوگیا اور اسکا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دُعاء کیلئے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا اسنے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے مُنہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا۔ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے انسے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دُور کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر (نزھۃ) ۵

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

(۴۷) صاحب احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لیکر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اسپر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپکے فراق سے رونے لگا یہاں تک کہ آپنے اپنا دستِ مبارک اسپر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے) یارسول اللہ آپؐ کی اُمّت آپکے فراق سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

مرتب	Compiler
اہم چیریٹیبل ٹرسٹ	AHEM Charitable Trust

Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

قَبْرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ۔'' خواب سے اُٹھنے کے بعد ان صاحب نے اس درود کو کثرت سے پڑھا اور ان کا مرض زائل ہوگیا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمٖ

(۴۶) حافظ ابونعیمؒ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جارہا تھا، میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اُٹھاتا ہے یا رکھتا ہے، تو یوں کہتا ہے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' میں نے اس سے پوچھا: کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے)؟ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں سُفیان ثوری، اس نے کہا: کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: تجھے اللہ کی مَعرِفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے، اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: رات سے دِن نکالتا ہے، دِن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے، اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا، میں نے کہا: پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: کسی کام کا پُختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کرسکتا، اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے، میں نے پوچھا: یہ تیرا درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا، میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا، جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے، میں نے اللہ جلّ شانہٗ کی طرف دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک اَبر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا، اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا، جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وَرم بالکل جاتا رہا، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کیا، انھوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (ﷺ) ہوں، میں نے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ'' پڑھا کر۔ [نُزہۃ]

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمٖ

(۴۷) صاحبِ اِحیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپ کے فِراق سے رونے لگا، یہاں تک کہ آپ نے اپنا دستِ مُبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے) یارسول اللہ! آپ کی اُمت آپ کے فِراق سے رونے کی زیادہ

حل لغات: ① ختم۔ ② پہچان۔ ③ توڑنا۔ ④ بادل۔ ⑤ سوجن، پھولنا۔ ⑥ جدائی۔

وضاحت:

یہ واقعہ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ نے اپنی طرف بنا کر نہیں لکھا، بلکہ ان سے **پہلے گذرے** سلفِ صالحین کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔

۱- مشہور محدث، حافظ الحدیث، امام سخاویؒ (م ۹۰۲ سنہ ھ) نے یہی واقعہ اپنی مشہور کتاب 'القول البدیع' میں امام ابو نعیمؒ (م ۴۳۰ سنہ ھ) ، اور امام ابن بشکوالؒ (م ۵۷۸ سنہ ھ) سے نقل فرمایا ہے:

وروى أبو نعيم وابن بشكوال عن سفيان الثوري أيضاً قال بينما أنا حاج إذ دخل عليّ شاب لا يرفع قدماً ولا يضع أخرى إلا وهو يقول اللهم صل علٰي محمد وعلى آل محمد، فقلت له أبعلم تقول هذا؟ قال نعم، ثم قال: من أنت؟ قلت: سفيان الثوري قال: العراقي؟ قلت: نعم۔ قال: هل عرفت الله؟ قلت: نعم، قال: كيف عرفته؟ قلت: بأنه يولج الليل في النهار ويولج النهار في الليل، ويصور الولد في الرحم، قال: يا سفيان! ما عرفت الله حق معرفته، قلت: وكيف تعرفه؟ قال بفسخ العزم والهم ونقض العزيمة، هممت ففسخ همتي وعزمت فنقض عزمي فعرفت أن لي ربا يدبرني۔

قال: قلت: فما صلواتك على النبي -صلى الله عليه وسلم- قال كنت حاجاً ومعي والدتي فسألتني أن أدخلها البيت ففعلت فوقعت وتورم بطنها وأسود وجهها، قال: فجلست عندها وأنا حزين، فرفعت يدي نحو السماء فقلت: يارب هكذا تفعل بمن دخل بيتك! فإذا بغمامة قد أرتفعت من قبل تهامة وإذا رجل عليه ثياب بيض فدخل البيت وأمرّ يده على وجهها فأبيض وأمرّ يده على بطنها فابيض فسكن المرض ثم مضى ليخرج فتعلقت بثوبه فقلت من أنت الذي فرجت عني قال أنا نبيك محمد -صلى الله عليه وسلم- قلت: يارسول الله فأوصني، قال لا ترفع قدماً ولا تضع أخرى إلا وأنت تصلي على محمد وعلى آل محمد -صلى الله عليه وسلم۔ (*القول البدیع: صفحہ ۴۴۶- ۴۴۷*)

القول البديع

في الصلاة على الحبيب الشفيع

(صلى الله عليه وسلم)

للإمام الحافظ المؤرخ محمد بن عبد الرحمن السخاوي

ولد سنة ٨٣١هـ - وتوفي سنة ٩٠٢هـ

رحمه الله تعالى

النص الكامل

قابله بأصل مصنفه وبأربعة أصول أخرى

محمد عوامة

٤٤٦

عن وجهه يمسح وجهه بيديه، ثم أتاني فقال لي: قمْ فقد بيَّض الله وجه أبيك! فقلت: من أنت بأبي أنت وأمي؟ قال: أنا محمد ﷺ، فكشفت الثوب عن وجه أبي فإذا هو أبيضُ الوجه، فأصلحتُ من شأنه ودفنته، فما تركت الصلاة على النبي ﷺ.

ومما يقرب من هذه الحكاية: ماحكاه سفيان الثوري قال: رأيت رجلاً من أهل الحج يُكثِر الصلاة على النبي ﷺ، فقلت له: هذا موضعُ الثناء على الله عزَّ وجلَّ، فقال: ألا أخبرك! إنني كنت في بلدي ولي أخٌ قد حضرته الوفاة فنظرته، فإذا وجهه قد اسودَّ، وتخيَّلت أن البيت قد أظلم، فأحزنني مارأيت من حال أخي، فبينا أنا كذلك إذ دخل عليَّ رجلٌ البيتَ وجاء إلى أخي، ووجهُ الرجل كأنه السراج المضيء، فكشف عن وجه أخي ومسحه بيده، فزال ذلك السواد وصار وجهه كالقمر! فلما رأيت ذلك فرحتُ، وقلت له: من أنت جزاك الله خيراً عما صنعت؟ فقال: أنا ملكٌ موكَّلٌ بمن يصلِّي على النبي ﷺ أَفْعلُ به هكذا، وقد كان أخوك يكثر من الصلاة على النبي ﷺ، وكان قد حصلت له محنة فعوقب بسواد الوجه، ثم أدركه الله عز وجل ببركة الصلاة على النبي ﷺ، فأزال عنه ذلك السواد وكساه هذا.

وروى أبو نعيم وابن بشكُوال عن سفيان الثوري أيضاً قال: بينما أنا حاجٌّ إذ دخل عليَّ شابٌ لا يرفع قدماً ولايضعُ أخرى إلا وهو يقول: اللهم صلِّ على محمد وعلى آل محمد، فقلت: أَبِعلم تقول هذا ؟ قال: نعم، ثم قال: من أنت؟ قلت: سفيان الثوري، قال: العراقي؟ قلت: نعم.

قال: هل عرفتَ الله؟ قلت: نعم، قال: كيف عرفته؟ قلت: بأنه يولج الليل في النهار ويولج النهار في الليل، ويصوِّر الولد في الرحم، قال: ياسفيان ماعرفتَ الله حقَّ معرفته، قلت: كيف تعرفه أنت ؟ قال: بفسخ العزم والهمّ ونقض العزيمة، هممتُ ففسخ هَمَّتي، وعزمت فنقض عزمي، فعرفت أن لي رباً يدبِّرني.

٤٤٧

قال: قلت: فما صلاتُك على النبي ﷺ؟ قال: كنت حاجاً ومعي والدتي، فسألَتني أن أُدخلها البيت، ففعلت، فوقعتْ وتورَّم بطنها واسودَّ وجهها، قال: فجلست عندها وأنا حزين، فرفعت يديَّ نحو السماء، فقلت: ياربِّ هكذا تفعلُ بمن دخل بيتك! فإذا بغمامة قد ارتفعتْ من قِبَل تِهامة، وإذا رجل عليه ثياب بِيض، فدخل البيتَ وأمرَّ يده على وجهها فابيضَّ، وأمرَّ يده على بطنها فابيضَّ، فسكن المرض، ثم مضى ليخرج فتعلَّقت بثوبه فقلت: من أنت الذي فرَّجتَ عني؟ قال: أنا نبيُّك محمد ﷺ، قلت: يارسول الله فأوصني، قال: لا ترفعْ قدماً ولا تضعْ أخرى إلا وأنت تصلي على محمد وعلى آل محمد ﷺ.

٦٠- وأما الصلاة عليه لمن اتُّهم وهو بريء: فعن ابن عمر رضي الله عنهما، أنهم جاؤوا برجل إلى النبي ﷺ فشهدوا عليه أنه سرقَ ناقةً لهم، فأمر به النبيُّ ﷺ أن يُقطع، فولَّى الرجل وهو يقول: اللهم صلِّ على محمد حتى لا يبقى من صلاتك شيء، وسلِّم على محمد حتى لا يبقى من سلامك شيء، وباركْ على محمد حتى لا يبقى من بركاتك شيء، فتكلم الجملُ، فقال: يامحمد إنه بريء من سَرقتي، فقال النبي ﷺ: «من يأتيني بالرجل؟» فابتدره سبعون من أهل بدر فجاؤوا به، فقال: يا هذا ما قلتَ آنفاً وأنت مدبِر، فأخبره بما قال. فقال النبي ﷺ: «لذلك نظرتُ إلى الملائكة محدِقون[1] سِكك المدينة حتى كادوا يَحُولوا بيني وبينك»، ثم قال: «لَتَرِدَنَّ عليَّ الصراط ووجهُك أضوأُ من القمر ليلة البدر». أخرجه الديلمي، ولا يصح.

(١) على حاشية ب، هـ إشارة إلى نسخة فيها: يخترقون. وهي كذلك في رواية الطبراني في «الدعاء» (١٠٥٥).
وروى الحاكم ٢: ٦١٩-٦٢٠ نحو هذه القصة عن ابن عمر، وفي الإسناد يحيى ابن عبدالله المصري، قال الحاكم: لا أعرفه بعدالة ولا جرح، فقال الذهبي: هو الذي اختلقه.

تنبیہ:

امام ابن بشکوالؒ (م۵۷۸ھ) کی کتاب میں یہ واقعہ سند متصل کے ساتھ موجود ہے، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، امام ابو نعیمؒ (م۴۳۰ھ) کی کتابوں میں اس واقعہ کی تلاش جاری ہے۔

یاد رہے کہ امام سخاویؒ (م۹۰۲ھ) کے بارے میں اہل حدیث عالم زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ آپؒ سچے آدمی ہیں۔ سنئے:

۲- امام ابن حجر ہیثمیؒ (م۹۷۴ھ) [**امام،محدث،حجة**][1] نے بھی یہی واقعہ اپنی کتاب میں نقل فرمایا ہے۔ دیکھئے:

(الدر المنضود لابن حجر: صفحہ ۲۴۶-۲۴۷)

اسکین ملاحظہ فرمایئے:

---

[1] امام ابن حجر ہیثمیؒ (م۹۷۴ھ) کے بارے میں امام ابن العمادؒ (م۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں کہ ”الامام العلامة البحر الزاخر“۔ **(شذرات الذهب: ج۱۰: ص۵۴۲)** نیز لکھتے ہیں: ”بالجملة فقد كان شيخ الإسلام خاتمة العلماء الأعلام، بحرا لا تكدره الدّلاء، إمام الحرمين كما أجمع عليه الملأ، كوكبا سيّارا في منهاج سماء الساري، يهتدي به المهتدون تحقيقا لقوله تعالى: ﴿ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ﴾ واحد العصر وثاني القطر وثالث الشمس والبدر،أقسمت المشكلات ألا تتضح إلّا لديه وأكدت المعضلات أليتها أن لا تنجلي إلا عليه، لا سيما وفي الحجاز عليها قد حجر، ولا عجب فإنه المسمى بابن حجر“۔ **(شذرات الذهب: جلد ۱۰ : صفحہ ۵۴۳)** علامہ ابن الغزیؒ (م۱۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ ”الامام العلامة المحقق“۔ **(دیوان الاسلام: جلد ۲: صفحہ ۲۰۱)** علامہ عبد القادر العیدروسؒ (م۱۰۳۸ھ) ابن حجرؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”الشيخ الامام شيخ الاسلام خاتمة أهل الفتيا والتدريس ناشر علوم الإمام محمد بن إدريس الحافظ“۔ **(النور السافر: ۲۵۸)** محدث ملا علی قاریؒ (م۱۰۱۴ھ) نے کہا: ”شيخنا العالم العلامة، والبحر الفهامة، شيخ الإسلام، ومفتي الأنام، صاحب التصانيف الكثيرة، والتآليف الشهيرة، مولانا، وسيدنا، وسندنا الشيخ شهاب الدين ابن حجر المكي“۔ **(مرقاة المفاتيح: ج۱: ص۳۰)**، علامہ عبد القادر الفاکہانیؒ (م۹۸۲ھ) کہتے ہیں کہ ”سيدنا، شيخنا الامام، العالم العلامة، الحبر البحر الحجة الفهامة، مفتي المسلمين، صدر المدرسين، بقية المجتهدين، بركة بلاد الله الامين احمد شهاب الدين بن حجر“۔ **(مقدمة الفتاوى الفقهية: ج۱: ص۲،** بحوالہ امام ابن حجر الهيتمي و اثره في الفقه الشافعي: ص۴۳) قاضی شوکانیؒ (م۱۲۵۰ھ) نے کہا: ”برع في جميع العلوم خصوصا فقه الشافعي وصنف التصانيف الحسنة۔۔۔۔۔ وكان زاهدا متقللا على طريقة السلف أمرا بالمعروف ناهيا عن المنكر واستمر على ذلك حتى مات“۔ **(البدر الطالع: ۱۰۹)** علامہ عبد الوہاب الشعرانیؒ (م۹۷۰ھ) نے کہا: ”الشيخ الامام العالم العلامة المحقق الصالح الناسك......“۔ **(الطبقات الکبری: ص۱۲۵-۱۲۶،** بحوالہ ثبت الامام ابن حجر الهيتمي: ص۹) اسی طرح ان کے شاگرد قاضی ابو بکر السیفیؒ (م۱۰۱۷ھ) نے بھی ان کی ثناء و تعریف فرمائی ہے۔ **(نفائس الدرر للسیفی: ص۳۰، طبع دار الفتح)**

لہٰذا معلوم ہوا کہ امام ابن حجر ہیثمیؒ (م۹۷۴ھ) ثقہ، حجت، محدث ہیں۔

فإذا بغمامة قد ارتفعت من قِبَلِ تِهامة ، وإذا رجل عليه ثياب بِيض ، فدخل البيت وأَمَرَّ يده علىٰ وجهها فابيضَّ ، وأمرَّ يده علىٰ بطنها فابيضَّ فسكن المرض ، ثم مضىٰ ليخرُج ، فتعلقتُ بثوبه فقلتُ : مَن أنتَ الذي فرَّجت عني ؟ قال : « أنا نبيك محمد » صلى الله عليه وسلم ، فقلت : يا رسول الله ؛ فأوصني ، قال : « لا ترفع قدماً ولا تضع أُخرىٰ .. إلا وأنت تصلّي علىٰ محمد وعلىٰ آل محمد صلى الله عليه وسلم » .

وأخرج أبو نعيم وغيره عن سفيان قصة أُخرىٰ فيها : أنه حج فرأىٰ شاباً لا يرفع قدماً ولا يضع أُخرىٰ .. إلاَّ وهو يصلّي على النبي صلى الله عليه وسلم ، فقال له : أَبِعلْم تقول هٰذا ؟ قال : نعم ، ثم ذكر له : أنه حجَّ بوالدته ، فسألته أن يدخلها البيت ففعل ، فوقعت وتورَّم بطنها ، واسودَّ وجهها ، فحزن ثم رفع يديه وقال : يا ربِّ ؛ هٰكذا تفعل بمَن دخل بيتك ؛

(١) في النسخ : (أبي) ، والتصويب من هامش (أ) .
(٢) أخرجها ابن بشكوال في « القربة » (٩٦) .

٢٤٦ ۔ ٢٤٧

۳- امام محدث، فقیہ، حجت، مسند[2] ابو العباس احمد بن محمد القسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) نے بھی اپنی کتاب ' مسالک الحنفاء' میں یہ واقعہ امام ابن بشکوالؒ سے نقل فرمایا ہے۔ (**مسالک الحنفاء: صفحہ ۱۶۴-۱۶۵**) اسکین ملاحظہ فرمائیے:

وعن سفيان الثوري قال: بينما أنا حاجٌّ، إذ دخل شاب حاجٌّ لا يرفع

قدماً ولا يضع أُخرىٰ؛ إلاَّ وهو يقول: اللهم صَلِّ على محمد.

فقلت له: أبعلمٍ تقول هذا؟، قال: من أنت؟، قلتُ: سفيان الثوري، فما صلاتك على النبي ﷺ؟.

قال: كُنت حَاجّاً ومعي والدتي، فسألتني أن أُدْخِلَها البيتَ الحرام فأدخلتها، فوقعت وتورّم بطنُها واسودّ وجهُها. فجلست عندها وأنا حزينٌ، فرفعت يَديَّ نحو السماء وقلت: يا رب، هكذا تفعلُ بمن دخل بيتك.

فإذا غَمَامةٌ قد ارتفعت من قِبَل تِهَامة، وإذا رجلٌ عليه ثياب بيض فدخل البيت، فأمرّ يده على وجهها فابيض، ومرّ يده على بطنها فزال الورم، ثم مَضىٰ ليخرج؛ فتعلقت بثوبه فقلت:

من أنت الذي فَرجّت عني؟، قال: «أنا نَبيّك محمد»، قلت: يا رسول الله أوصني.

قال: «لا ترفع قدمًا ولا تضع قدمًا؛ إلاَّ وأنت تقول: اللهم صَلِّ على محمد».

رواه ابن بشكوال في كتاب (القربة) بسنده إلى أبي نُعيم قال: حدثنا سفيان... فَذَكره.

١٦٤ ۔ ١٦٥

---

[2] ابو العباس القسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) کے بارے میں ابن العمادؒ کہتے ہیں کہ "الامام العلامة الحجة الرحلة الفقيه المقرئ المسند"۔ (**شذرات الذهب: ۱۰/۱۶۹**)
علامہ نجم الدین محمد بن محمد الغزیؒ (م ۱۰۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ "الشيخ الامام العلامة الحجة الرحلة الفهامة الفقيه النبيه المقرئ المجيد المسند المحدث" (**الكواكب السائرة: جلد ۱: صفحہ ۱۲۸**) علامہ ابن الغزیؒ (م ۱۱۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ "الامام الحبر العلامة"۔ (**دیوان الاسلام: جلد ۴: صفحہ ۱۸**)

معلوم ہوا کہ امام ابو العباس القسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) بھی ثقہ، حجت، امام ہیں۔

۴- اسی واقعہ کو "سند" کے ساتھ امام ابن بشکوالؒ (م۵۷۸ھ) [**امام، حافظ، حجت**][3] نے اپنی کتاب 'القربة إلیٰ رب العالمین' میں نقل کیا ہے۔ چنانچہ، امام ابن بشکوالؒ (م۵۷۸ھ) فرماتے ہیں کہ:

أخبرنا أبو الحسن عبد الرحمن بن عبد الله العدل، عن أبي بكر جماهر بن عبد الرحمن، قال: أنبأنا أبو بكر أحمد بن الحسين الشيرازي، قال: أنبأنا أبو نصر أحمد بن عبد الباقي بن طوق -بقراءتي عليه بالموصل-، حدثنا أبو الفتح عبد الملك بن عيسى العكبري، عن أحمد بن جوري حدثنا أبو بكر محمد بن الحسن المنقري -المعروف بـ: النقاش- حدثنا محمد بن شاذان المطوعي -بنيسابور- حدثنا جعفر بن محمد بن شاكر، حدثنا أبو نعيم، حدثنا سفيان الثوري رحمه الله تعالى قال: بينما أنا حاج، إذ دخل رجل شاب حاج، لا يرفع قدما ولا يضع أخرى، إلا وهو يقول: اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد.

فقلت له: أبعلم تقول هذا؟ قال: نعم من أنت؟ قلت: أنا سفيان الثوري. قال: سفيان العراقي. قلت: نعم.

قال: هل عرفت الله؟ قلت: نعم. قال: فكيف عرفته؟ قلت: بأنه يولج الليل في النهار، ويولج النهار في الليل، ويصور الولد في الرحم. قال: يا سفيان! ما عرفت الله حق معرفته. قلت: فكيف تعرفه؟

قال: عرفته بفسخ الغم والهم، ونقض العزيمة. هممت ففسخ همي، وعزمت فنقض عزيمتي؛ فعرفت أن لي ربا يدبرني. قلت: فما صلاتك على النبي صلى الله عليه وسلم.

قال: كنت حاجا ومعي والدتي، فسألتني أن أدخلها البيت، فأدخلتها فوقعت وتورم بطنها واسود وجهها، فجلست عندها وأنا حزين، فرفعت يدي نحو السماء فقلت: يا رب! هكذا يفعل بمن دخل بيتك.

فإذا بغمامة قد ارتفعت من قبل تهامة، وإذا رجل عليه ثياب بياض، فدخل البيت فأمرّ يده على وجهها فابيض، وأمر يده على بطنها فسكن الورم، ثم مضى ليخرج؛ فتعلقت بثوبه فقلت: من أنت الذي فرجت عني؟

قال: ((أنا نبيك محمد صلى الله عليه وسلم)).

فقلت: يا رسول الله! أوصني. قال: ((لا ترفع قدما ولا تضع قدما؛ إلا وأنت تقول: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد))۔

(القربة إلى رب العالمين: صفحہ ۹۵- ۹۶، واسنادہ ضعیف**)**

---

[3] امام ابن بشکوالؒ (م۵۷۸ھ) کے بارے میں امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "الامام العالم الحافظ الناقد المجود محدث الاندلس"۔ (**سیر اعلام النبلاء: ۲۱/ ۱۳۹**)
ابن فرحونؒ (م۷۹۹ھ) کہتے ہیں: "کان رحمہ اللہ متسع الروایۃ شدید العنایۃ بھا عارفاً بوجوھھا حجۃ فیما یرویہ ویسندہ"۔ (**الدیباج المذہب: ۱/ ۳۵۳**)
معلوم ہوا کہ آپؒ بھی ثقہ، حافظ الحدیث، حجت ہیں۔

القربة إلى ربّ العالمين بالصّلاة على محمد ﷺ سيّد المرسلين

للإمام الحافظ أبي القاسم ابن بشكوال الأنصاري
المتوفى سنة ٥٧٨هـ
رحمه الله تعالى

اعتنى به

حسين محمد علي شكري

قال: أنبأنا أبو نصر أحمد بن عبد الباقي بن طوق ـ بقراءتي عليه بالموصل ـ، حَدّثنا أبو الفتح عبد الملك بن عيسى العُكْبُري، قال: حَدّثنا أحمد بن محمد بن جُودي، حَدّثنا أبو علي عيسى بن عبيد بالبصرة، حَدّثنا يحيى بن محمد، حَدّثنا عبد الله بن علي قال: حَدَّثني إسحاق بن الحسن، حَدّثنا الحسن بن مزيد قال: حَدّثنا سهل بن سعد بن صالح القرشي، عن محمد بن بقية بن الوليد، عن معان بن رفاعة، عن أبي إدريس الخولاني، عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال:

قال رسول الله ﷺ: **«إنَّ الله عَزَّ وجَل أعطاني ما لم يُعْطِ غيري من الأنبياء، وَفَضَّلنِي عليهم، وجعل لأُمّتي في الصلاة عَليَّ أفضل الدَّرجات، وَوَكَّلَ بقبري مَلَكاً يقال له: مَنْطروس، رأسه تحت العرش، وَرجلاَهُ في تُخوم الأرضين السابعة السُّفلى، وله ثمانون ألف جناح، في كُلِّ جناح ثمانون ألف ريشة، تحت كُلِّ ريشة ثمانون ألف زغبة، تحت كُلِّ زغبة لسانٌ يُسبّحُ الله عزّ وجل ويحمده، ويستغفر لمن يُصَلِّي عَليَّ من أُمَّتي، ومن لَدُن رأسه إلى بطون قدميه أفواه وألسن وريشٌ وزغب، ليس فيه موضع شِبْرٍ إلاَّ وفيه لسان يُسَبّح الله عزّ وجَل، ويستغفر لمن يُصَلِّي عليَّ من أُمَّتي حتى يموت»**.

[٩٢] وبإسناده عن أحمد بن جودي، حَدّثنا أبو بكر محمد بن الحسن المنقري ـ المعروف بـ: النقاش ـ حَدّثنا محمد بن شاذان المطوعي ـ بنيسابور ـ حَدّثنا جعفر بن محمد، حَدّثنا شاكر، حَدّثنا أبو نعيم، حَدّثنا سفيان الثوري رحمه الله تعالى قال:

بينما أنا حاجٌّ، إذ دخل رجلٌ شابٌّ حاجٌّ، لا يَرفَعُ قَدَماً ولا يَضعُ أُخرىٰ، إلاّ وهو يقول: اللهم صَلِّ على محمد، وعلى آل محمد.

فقلت له: أتعلمُ بقول هذا؟

قال: نعم من أنت؟

قلت: أنا سفيان الثوري.

قال: سفيان العراقي.

قلت: نعم.

قال: هل عَرفت الله؟

قلت: نعم.

قال: فكيف عَرفتهُ؟

قلت: بأنه يُولجُ الليل في النهار، ويُولجُ النهار في الليل، وَيُصوّر الولد في الرَّحِم.

قال: يا سفيان! ما عَرفت الله حَقّ معرفته.

قلت: فكيف تعرفه؟

قال: عَرفتُه بِفَسْخ الغَمّ والهَمّ، ونَقضِ العَزيمة. هَمَمتُ فَفَسخ هَمّي، وعزمت فنقض عزيمتي؛ فَعرفتُ أنّ لي ربًّا يُدَبرني.

قلت: فما صَلاتُكَ على النبي ﷺ.

قال: كنت حَاجًّا ومعي والدتي، فسألتني أن أُدْخِلها البيت، فأدخلتها فوقعت وتورّم بطنها واسود وجهها، فجلست عندها وأنا حزين، فرفعت يدي نحو السماء فقلت: يا رب! هكذا يُفْعَلُ بمن دخل بيتك.

فإذا بغمامة قد ارتفعت من قبل تِهَامةَ، وإذا رَجلٌ عليه ثياب بياض، فدخل البيت فَأَمَرّ يده على وجهها فابيضّ، وَأَمَرّ يده على بطنها فسكن الورم، ثم مضى ليخرج؛ فتَعلّقتُ بثوبه فقلت: من أنت الذي فرّجت عني؟

قال: **«أنا نبيك محمد صلى الله عليه وسلم»**.

فقلت[1]: يا رسول الله! أوصني.

(١) كتب عليها في المتن (ص).

قال: **«لا تَرفعُ قَدماً ولا تَضعُ قدماً؛ إلاّ وأنت تقولُ: اللهم صَلِّ على محمد وعلى آل محمد»**.

[٩٣] وأخبرنا أبو محمد ابن عتّاب في آخرين، قال: أنبأنا أبو عمر النَّمري، وأنبأنا خلف بن قاسم، حَدّثنا ابن الورد قال: حدثنا أحمد بن عمر بن المهلب، قال: حدثنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا عيسى بن عبد الله قال: أنبأنا أبان الأهوازي، عن شعيب بن ميمون، عن عبد الواحد بن زيد رحمه الله تعالى قال:

خَرجتُ حَاجًّا فَصَحبني رَجلٌ، فكان لا يَقُومُ ولا يَقعُد، ولا يَذهَبُ ولا يَجِيءُ؛ إلاَّ صَلّىٰ على النبي ﷺ، فقلت له في ذلك.

فقال: أخبرك عن ذلك، خَرجتُ منذ سُنيّاتٍ إلى مكة ومعي أبي، فلما انصرفنا؛ قِلْنَا في بعض المنازل، فبينا أنا نائم، إذ أتاني آتٍ فقال لي: قُمْ، فقد أماتَ الله أباك وسَوَّد وجهه.

قال: فَقمتُ مذعوراً فكشفت الثوب عن وجه أبي، فإذا هو مَيّتٌ أسودُ الوجه، فدخلني من ذلك رُعبٌ، فبينا أنا على ذلك من الغَم، إذ غلبتني عيني، فنمت، فإذا أنا على رأس أبي بأربعة سُودَان، معهم أعمدة من حديد، عند رأسه وعند رجليه وعن يمينه وعن شماله، إذ أقبلَ رَجُلٌ يمشي حسن الوجه، بين ثوبين أخضرين، فقال لهم: تَنَحّوا، فرفع الثوب عن وجهه فمسح وجهه بيده، ثم أتاني فقال: **«قُمْ، فقد بَيَّضَ الله وَجه أبيك»**.

فقلت: من أنت بأبي وأمي؟ قال: **«أنا محمد ﷺ»**.

فَكشفتُ الثوب عن وجه أبي، فإذا هو أبيضُ الوجه، فأصلحتُ من شأنه، ودَفنتهُ.

[٩٤] وأخبرنا القاضي أبو علي الصَّدفي إجازة، أنبأنا أبو عبد الله محمد بن أبي نصر، حَدّثنا أبو بكر محمد بن الحسن الرَّازي، حَدّثنا أبو رجاء هبة الله بن محمد الشيرازي، حَدّثنا أبو الحسين أحمد بن محمد الصوفي قال:

سَمعتُ أبا عبد الله الرُّوذباري رحمه الله تعالى يقول: كُنتُ بالبادية، فَعثَر

اس کی سند ضعیف ہے، لیکن اس روایت کے ۲ شاہد موجود ہیں:

۱- امام ابو بکر بن ابی الدنیاؒ (م۲۸۱ھ) نے اپنی کتاب 'کتاب المنامات' میں اس طرح کا ایک اور واقعہ نقل فرمایا ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثني عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ التَّمِيمِيُّ، أَنَا أَبَانُ الْأَهْوَازِيُّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: " خَرَجْتُ حَاجًّا يَصْحَبُنِي رَجُلٌ فَكَانَ لَا يَقُومُ وَلَا يَقْعُدُ وَلَا يَذْهَبُ وَلَا يَجِيءُ إِلَّا صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقُلْتُ لَهُ فِي ذَلِكَ , فَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ , خَرَجْتُ أَوَّلَ سِنِيَاتٍ إِلَى مَكَّةَ وَمَعِي أَبِي , فَلَمَّا انْصَرَفْنَا فَكُنَّا فِي بَعْضِ الْمَنَازِلِ فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَالَ لِي: قُمْ فَقَدْ أَمَاتَ اللَّهُ أَبَاكَ وَسَوَّدَ وَجْهَهُ , فَقُمْتُ مَذْعُورًا , فَكَشَفْتُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِ أَبِي فَإِذَا هُوَ مَيِّتٌ أَسْوَدُ الْوَجْهِ , قَالَ: فَدَخَلَنِي مِنْ ذَاكَ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ الْغَمِّ إِذْ غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ فَإِذَا عَلَى رَأْسِهِ أَرْبَعَةٌ مَعَهُمْ أَعْمِدَةُ حَدِيدٍ , عِنْدَ رَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَسَنَ الْوَجْهِ فِي ثَوْبَيْنِ أَخْضَرَيْنِ فَقَالَ لَهُمُ: افْتَتَحُوا , فَرَفَعَ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ أَتَانِي فَقَالَ لِي: قُمْ فَقَدْ بَيَّضَ اللَّهُ وَجْهَ أَبِيكَ فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي , فَقَالَ لِي: أَنَا مُحَمَّدٌ , قَالَ: فَقُمْتُ فَكَشَفْتُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِ أَبِي فَإِذَا هُوَ أَبْيَضُ الْوَجْهِ فَأَصْلَحْتُ مِنْ شَأْنِهِ وَدَفَنْتُهُ , فَمَا تَرَكْتُ الصَّلَاةَ بَعْدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

عبد الواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کو جا رہا تھا، ایک شخص میرا رفیق سفر (سفر میں دوست) ہو گیا تھا، وہ ہر وقت، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، حضور ﷺ پر درود بھیجتا تھا۔

میں نے اس سے کثرت درود کا سبب پوچھا؟

اس نے کہا: میں بہت سال پہلے حج کیلئے حاضر ہوا، تو میرے والد بھی ساتھ تھے۔

جب ہم لوٹنے لگے، تو ہم ایک منزل پر سو گئے۔

میں نے خواب میں دیکھا: مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ: " اٹھ! تیرے والد کا انتقال ہو گیا، اور ان کا منہ کالا ہو گیا"،
میں گھبرایا ہوا اٹھا اور اپنے والد کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا، تو واقعی میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کا منہ کالا ہو رہا تھا۔

مجھے پر اس واقعہ سے اتنا غم ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا (ڈرا ہوا تھا)۔

اتنے میں میری (پھر) آنکھ لگ گئی۔ اور **میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا** کہ میرے والد کے سر پر ۴ حبشی، کالے چہرے والے، جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے (یہ ۴ لوگ میرے والد پر) مسلط (مقرر) تھے۔

اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین چہرہ، ۲ سبز کپڑے پہنے ہوئے، تشریف لائے اور انہوں نے حبشیوں کو ہٹایا اور اپنے دست مبارک کو میرے والد کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے فرمایا کہ: " اٹھ! اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے چہرہ کو سفید کر دیا"۔

میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کون ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد (ﷺ) ہوں، اس کے بعد میں نے حضور ﷺ پر درود کبھی نہیں چھوڑا۔

(کتاب المنامات: صفحہ ۶۹، وإسناده ضعيف)

اسکین:

مجموعة رسائل ابن أبي الدنيا

كتاب المنامات

تأليف

أبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان
القرشي المعروف بابن أبي الدنيا

المتوفى سنة ۲۸۱ هـ
رضي الله عنه

دراسة وتحقيق

عبد القادر أحمد عطا

مؤسسة الكتب الثقافية

[۱۱۷] ـ حدثنا أبو بكر ، حدثني المنذر بن عمار الباهلي به [. . . . .] بإسناد لم يحفظه قال : قال النبي ﷺ : « إنه يكون منكما أمر ، أما إن الله سيغفر لكما » .

[۱۱۸] ـ حدثنا أبو بكر ، حدثني عيسى بن عبد الله التميمي أنبأنا أبان الأهوازي ، عن شعيب بن ميمون(۱) ، عن عبد الواحد بن زيد قال :

(خرجت حاجاً يصحبني رجل ، فكان لا يقوم ، ولا يقعد ، ولا يذهب ، ولا يجيء إلا صلى على النبي ﷺ ، فقلت له في ذلك ، فقال : أخبرك عن ذلك ، خرجت أول سنيات إلى مكة ، ومعي أبي ، فلما انصرفنا ، فكنا في بعض المنازل ، فبينا أنا نائم إذ أتاني آتٍ ، فقال لي : قم فقد أمات الله أباك ، وسود وجهه ، فقمت مذعوراً ، فكشفت الثوب عن وجه أبي ، فإذا هو ميت أسود الوجه . قال : فدخلني من ذاك ، فبينا أنا على ذلك الغم ، إذ غلبتني عيني ، فنمت ، فإذا على رأسه أربعة أعمدة حديد ، عند رأسه ورجليه ، وعن يمينه ، وعن شماله ، إذا أقبل رجل حسن الوجه في ثوبين أخضرين ، فقال لهم : افتتحوا فرفع الثوب عن وجهه ، فمسح وجهه بيده ، ثم أتاني ، فقال لي : قم فقد بيض الله وجه أبيك ، فقلت : من أنت بأبي أنت وأمي ؟ فقال لي أنا محمد . قال : فقمت فكشفت الثوب عن وجه أبي ، فإذا هو أبيض الوجه ، فأصلحت من شأنه ، ودفنته ، فما تركت الصلاة ـ بعد ـ على النبي ﷺ)(۲) .

[۱۱۹] ـ حدثنا أبو بكر ، حدثنا خالد بن خداش ، حدثنا حماد بن زيد ، عن أبي هاشم صاحب الرمان(۱) : أن رجلاً جاء إلى عمر بن عبد العزيز فقال :

(رأيت النبي ﷺ في المنام ، وبنو هاشم تشكوا إليه الحاجة ، قال : « فأين عمر بن عبد العزيز » .

---

[۱۱۸] ـ
(۱) شعيب بن ميمون الواسطي . ضعيف ، عابد . من الثالثة .
التقريب (۱ / ۳۵۳) . التهذيب (٤ / ۳۵۷) .
(۲) أورده الغزالي في إحياء علوم الدين (٤ / ٤۹۱) .
[۱۱۹] ـ
(۱) أبو هاشم الرماني . كان نزل قصر الرمان . اسمه يحيى بن دينار . ثقة ، من السادسة .
التهذيب (۱۲ / ۲٦۱) . والتقريب (۲ / ٤۸۳) .

۶۹

نیز یہی واقعہ امام ابن بشکوال (م ۵۷۸ھ) نے بھی اپنی کتاب میں سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے:

أخبرنا أبو محمد ابن عتاب في آخرين، قال: أنبأنا أبو عمر النمري، وأنبأنا خلف بن قاسم، حدثنا ابن الورد قال: حدثنا أحمد بن عمر بن المهلب، قال: حدثنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا عيسى بن عبد الله قال: أنبأنا أبان الأهوازي، عن شعيب بن ميمون، عن عبد الواحد بن زيد رحمه الله تعالى قال:

خرجت حاجا فصحبني رجل، فكان لا يقوم ولا يقعد، ولا يذهب ولا يجيء، إلا صلى على النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت له في ذلك.

فقال: أخبرك عن ذلك، خرجت منذ سنيات إلى مكة ومعي أبي، فلما انصرفنا؛ قلنا في بعض المنازل، فبينا أنا نائم، إذ أتاني آت فقال لي: قم، فقد أمات الله أباك وسود وجهه.

قال: فقمت مذعورا فكشفت الثوب عن وجه أبي، فإذا هو ميت أسود الوجه، فدخلني من ذلك رعب، فبينا أنا على ذلك من الغم، إذ غلبتني عيني، فنمت، فإذا أنا على رأس أبي بأربعة سودان، معهم أعمدة من حديد، عند رأسه وعند رجليه وعن يمينه وعن شماله، إذ أقبل رجل يمشي حسن الوجه، بين ثوبين أخضرين، فقال لهم: تنحوا، فرفع الثوب عن وجهه فمسح وجهه بيده، ثم أتاني فقال: ((قم، فقد بيض الله وجه أبيك)).

فقلت: من أنت بأبي وأمي؟ قال: ((أنا محمد صلى الله عليه وسلم)). فكشفت الثوب عن وجه أبي، فإذا هو أبيض الوجه، فأصلحت من شأنه، ودفنته۔ **(القربۃ لابن بشکوال: صفحہ ۹۶-۹۷)**

اسکین:

القربة إلى رب العالمين
بالصلاة على محمد ﷺ سيد المرسلين

للإمام الحافظ أبي القاسم ابن بشكوال الأنصاري
المتوفى ٥٧٨ هـ سنة
رحمه الله تعالى

اعتنى به
حسين محمد علي شكري

قال: «**لا تَرفعُ قَدماً ولا تَضعُ قدماً؛ إلاّ وأنت تقولُ: اللهم صَلِّ على محمد وعلى آل محمد**».

[٩٣] **وأخبرنا** أبو محمد ابن عتّاب في آخرين، قال: أنبأنا أبو عمر النَّمري، وأنبأنا خلف بن قاسم، حَدّثنا ابن الورد قال: حدثنا أحمد بن عمر بن المهلب، قال: حدثنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا عيسى بن عبد الله قال: أنبأنا أبان الأهوازي، عن شعيب بن ميمون، عن عبد الواحد بن زيد رحمه الله تعالى قال:

خَرجتُ حَاجًّا فَصَحبني رَجلٌ، فكان لا يَقُومُ ولا يَقعُد، ولا يَذهَبُ ولا يَجِيءُ؛ إلاَّ صَلّىٰ على النبي ﷺ، فقلت له في ذلك.

فقال: أخبرك عن ذلك، خَرجتُ منذ سُنيّاتٍ إلى مكة ومعي أبي، فلما انصرفنا؛ قلْنَا في بعض المنازل، فبينا أنا نائم، إذ أتاني آتٍ فقال لي: قُمْ، فقد أماتَ الله أباك وسَوَّد وجهه.

قال: فَقمتُ مذعوراً فكشفت الثوب عن وجه أبي، فإذا هو مَيّتٌ أَسودُ الوجه، فدخلني من ذلك رُعبٌ، فبينا أنا على ذلك من الغم، إذ غلبتني عيني، فنمت، فإذا أنا على رأس أبي بأربعة سُودَان، معهم أعمدة من حديد، عند رأسه وعند رجليه وعن يمينه وعن شماله، إذ أَقبلَ رَجُلٌ يمشي حسن الوجه، بين ثوبين أخضرين، فقال لهم: تَنَحّوا، فرفع الثوب عن وجهه فمسح وجهه بيده، ثم أتاني فقال: «**قُمْ، فقد بَيَّضَ الله وَجه أبيك**».

فقلت: من أنت بأبي وأمي؟ قال: «**أنا محمد ﷺ**».

فَكشفتُ الثوب عن وجه أبي، فإذا هو أَبيضُ الوجه، فأصلحتُ من شأنه، ودَفنتهُ.

[٩٤] **وأخبرنا** القاضي أبو علي الصَّدفي إجازة، أنبأنا أبو عبد الله محمد بن أبي نصر، حَدّثنا أبو بكر محمد بن الحسن الرَّازي، حَدّثنا أبو رجاء هبة الله بن محمد الشيرازي، حَدّثنا أبو الحسين أحمد بن محمد الصوفي قال:

سَمعتُ أبا عبد الله الرُّوذباري رحمه الله تعالى يقول: كُنتُ بالبادية، فَعثَر

۲- امام ابو اللیث السمرقندیؒ (م ۳۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ أَبِي (يعني محمد بن إبراهيم بن الخطاب السمر قندي التوذى) يحْكِي قَالَ: كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ بَيْنَمَا هُوَ يَطُوفُ، إِذْ رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ قَدَمًا، وَلَا يَضَعُ قَدَمًا، إِلَّا وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: يَا هَذَا إِنَّكَ قَدْ تَرَكْتَ التَّسْبِيحَ وَالتَّهْلِيلَ، وَأَقْبَلْتَ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ عِنْدَكَ فِي هَذَا شَيْءٌ؟ قَالَ: مَنْ أَنْتَ عَافَاكَ اللَّهُ؟ فَقُلْتُ: أَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ.

قَالَ: لَوْلَا أَنَّكَ غَرِيبٌ مِنْ أَهْلِ زَمَانِكَ، مَا أَخْبَرْتُكَ عَنْ حَالِي، وَلَا أَطْلَعْتُكَ عَلَى سِرِّي.

ثُمَّ قَالَ لِي: خَرَجْتُ وَوَالِدِي حَاجًّا إِلَى بَيْتِ اللَّهِ الْحَرَامِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي بَعْضِ الْمَنَازِلِ، مَرِضَ وَالِدِي فَقُمْتُ لِأُعَالِجَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ عِنْدَ رَأْسِهِ إِذْ مَاتَ وَالِدِي اسْوَدَّ وَجْهُهُ، فَقُلْتُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، فَجَذَبْتُ الْإِزَارَ عَلَى وَجْهِهِ فَغَطَّيْتُهُ، فَغَلَبَتْنِي عَيْنِي فَنِمْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ لَمْ أَرَ أَحْسَنَ مِنْهُ وَجْهًا، وَلَا أَنْظَفَ مِنْهُ ثَوْبًا، وَلَا أَطْيَبَ مِنْهُ رِيحًا، يَرْفَعُ قَدَمًا وَيَضَعُ أُخْرَى، حَتَّى دَنَا مِنْ وَالِدِي فَكَشَفَ الْإِزَارَ عَنْ وَجْهِهِ، فَابْيَضَّ ثُمَّ وَلَّى رَاجِعًا، فَتَعَلَّقْتُ بِثَوْبِهِ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ مَنْ أَنْتَ الَّذِي مَنَّ اللَّهُ عَلَى وَالِدِي فِي أَرْضِ الْغُرْبَةِ؟ قَالَ: «أَوَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبُ الْقُرْآنِ أَمَا إِنَّ وَالِدَكَ كَانَ مُسْرِفًا عَلَى نَفْسِهِ، وَلَكِنْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَلَمَّا نَزَلَ اسْتَغَاثَ بِي، وَأَنَا غِيَاثٌ لِمَنْ أَكْثَرَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ۔

محمد بن ابراہیمؒ (مرسلاً) امام سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح و تہلیل نہیں پڑھتا۔

میں نے اس سے پوچھا: اس کی جگہ (یعنی ہر قدم پر درود پڑھنے کی وجہ) کیا ہے؟

اس نے پوچھا: آپ کون؟

میں نے کہا: سفیان ثوری۔

اس نے کہا: اگر آپ زمانہ کے یکتانہ ہوتے، تو میں نہ بتاتا اور راز نہ کھولتا۔

پھر اس نے کہا: کہ میں (اور) میرے والد حج کو جا رہے تھے، ایک جگہ پہنچ کر میرے والد بیمار ہو گئے، میں علاج کا اہتمام کر تا رہا کہ ایک دن ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا۔ میں دیکھ کر رنجیدہ (غمگین) ہوا اور "إنا لله" پڑھ کر اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھانک دیا۔

اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ **میں نے خواب میں دیکھا** کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھر الباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی،

تیزی سے قدم بڑھائے چلے آرہے ہیں، انہوں نے میرے والد کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا، تو ان کا چہرہ سفید ہو گیا۔

وہ واپس جانے لگے، تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے والد پر مسافرت (سفر کی حالت) میں احسان فرمایا۔

وہ کہنے لگے تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں **محمد بن عبد اللہ ﷺ**، صاحب قرآن ہوں، یہ تمہارے والد گنہگار تھے، لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے تھے، جب ان پر مصیبت نازل ہوئی، تو میں ان کی فریاد کو پہنچا۔ **(تنبیہ الغافلین: صفحہ ۳۲۵)**

اسکین:

فقال: «آمين»، ثم صعد، فقال: «آمين» ثم استوى فجلس، فقال له معاذ بن جبل: صعدت فأمّنت ثلاثاً قال: «أتاني جبريل، فقال: يامحمد من أدرك رمضان فلم يغفر له فمات فدخل النار فأبعده الله، قلت: آمين، وقال: من أدرك أبويه أو أحدهما فلم يبرهما فمات فدخل النار فأبعده الله، قلت آمين، وقال: ومن ذكرت عنده فلم يصل عليك فمات فدخل النار فأبعده الله، قلت آمين»(١).

٦٢٤ ـ وروى عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبد الله عن النبي ﷺ قال: «من صلّى عليّ في اليوم مئة مرة، قضى الله له مئة حاجة، سبعين منها في الآخرة، وثلاثين في الدنيا» (٢).

٦٢٥ ـ وعن سعيد بن عمير الأنصاري وكان بدريا، أي قاتل يوم بدر قال: قال رسول الله ﷺ: «من صلّى عليّ من أمتي مُخلصاً من قلبه صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات ورفع له عشر درجات، ومحا عنه عشر سيئات»(٣).

قال: وسمعت أبي يحكي قال: كان سفيان الثوري بينما هو يطوف إذ رأى رجلاً لا يرفع قدماً، ولا يضع قدماً إلا وهو يصلي على النبي ﷺ قال: قلت له: ياهذا، إنك قد تركت التسبيح والتهليل وأقبلت على الصلاة على النبي ﷺ هل عندك في هذا شيء؟ قال: مَن أنت عافاك الله؟ فقلت: أنا سفيان الثوري. قال: لولا أنك غريب في أهل زمانك، ما أخبرتك عن حالي، ولا أطلعتك على سري.

ثم قال لي: خرجت أنا ووالدي حاجين إلى بيت الله الحرام، حتى إذا كنت في بعض المنازل، مرض والدي، فقمتُ لأعالجه، فبينما أنا ذات ليلة عند رأسه إذا مات والدي، واسودّ وجهه فقلت: إنا لله وإنا إليه راجعون، فجذبت الإزار على وجهه فغطيته، فغلبتني عيني فنمت، فإذا أنا برجل لم أر أحسن منه وجهاً، ولا أنظف منه ثوباً، ولا أطيب منه ريحاً، يرفع قدماً ويضع أخرى حتى دنا من والدي، فكشف الإزار عن وجه فأمرّ يده على وجهه، فابيضّ، ثم ولّى راجعاً، فتعلقت بثوبه، فقلت: يا عبد الله، من أنت الذي منّ الله على والدي بك في أرض الغربة؟ فقال: أو ما تعرفني، أنا محمد بن عبد الله صاحبِ القرآن، أما إنّ والدك كان مسرفاً على

(١) فيه (حميد بن أبي حميد الطويل) مع ثقته كان يدلس عن أنس كما في «التهذيب»(٣/ ٣٤) وله شاهد (صحيح) عن جابر بن سمرة. انظر. صحيح الجامع (٧٥) والقول البديع(١٣٦ ـ ١٣٩)
(٢) رواه ابن منده ـ قال أبو موسى المديني. غريب حسن. كما في «القول البديع» (١٢٣).
(٣) صحيح« النسائي في«اليوم والليلة»(٦٤)، والأصبهاني في«الترغيب»(١٦٧٣) وانظر: المجمع (١٠/ ١٦٢)

٣٢١

نفسه، ولكن كان يكثر الصلاة عليّ، فلما نزل به مانزل، استغاث بي وأنا غياث لمن أكثر الصلاة عليّ، فانتبهت فإذا وجه أبي أبيض(١).

٦٢٦ ـ وروى عن عمرو بن دينار، عن أبي جعفر، أن النبي ﷺ قال: «من نسي الصلاة عليّ، فقد أخطأ طريقَ الجنة»(٢).

٦٦٧ ـ وعن ابن بريدة، عن أبيه، عن النبي ﷺ أنه قال: «أربع من الجفاء: أن يبول الرجل وهو قائم، وأن يمسحَ جبهته قبل أن يفرغَ من الصلاة، وأن يسمعَ النداء فلا يشهد مثل ما يشهد المؤذن، وأن أذكر عنده فلا يصلّي عليّ»(٣).

٦٢٨ ـ وروى أبو هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ أنه قال: «صلّوا عليّ، فإنّ الصّلاةَ عليّ زكاةٌ لكم، واسألوا الله لي الوسيلة» قالوا: وما الوسيلة يارسول الله؟ قال: «أعلى درجة في الجنة، لا ينالها إلا رجلٌ واحد، وأنا أرجو أن أكون أنا هو»(٤).

قال الفقيه ـ رحمه الله تعالى ـ: معنى قوله ﷺ «زكاة لكم»؛ يعني طهارة لكم ومغفرة لذنوبكم، فلو لم يكن للصلاة على النبي ﷺ ثواب سوى أنه يُرجى بذلك شفاعته لكان الواجب على العاقل أن لا يغفل عنها، فكيف وفيها مغفرة الذنوب، وفيها الصلاة من الله تعالى.

٦٢٩ ـ وروى عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ أنه قال: «من صلّى عليّ صلاةً واحدة صلى الله عليه عشر صلوات، وحطّ عنه عشر خطيئات»(٥).

وإذا أردتَ أن تعرفَ أنَّ الصّلاةَ على النبي ﷺ أفضل من سائر العبادات فانظر وتفكر في قول الله سبحانه وتعالى: ﴿إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾ [الأحزاب: ٥٦] ففي سائر العبادات أمر الله تعالى عباده، بها، وأما الصلاة على النبي ﷺ فقد صلّى عليه بنفسه أولاً، وأمر ملائكته بالصلاة عليه، ثم أمر المؤمنين بأن يصلّوا عليه، فثبت بهذا أن الصلاة على

(١) في سنده جهالة.
(٢) صحيح« ابن ماجة (٩٠٨) عن ابن عباس. وله شواهد. انظر: صحيح الجامع (٦٥٦٨)
(٣) ضعيف مرفوع« ابن عدي (٧/ ١٢٥)، والبيهقي (٢/ ٢٨٦) عن أبي هريرة. فيه (هارون ابن هارون) ضعيف. وانظر: الإرواء (٥٩).
(٤) ضعيف« أحمد (٢/ ٣٦٥)، والأصبهاني في«الترغيب» (١٦٦٨). فيه (ليث بن أبي سليم) مختلط.
(٥) صحيح« النسائي في «الصغرى» (٣/ ٥٠) وفي «اليوم والليلة» (٦٢)، وابن حبان (٢٣٩٠)، والحاكم (١/ ٥٥٠) وصححه ولم يتعقبه الذهبي.

٣٢٢

الغرض یہ ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ **"القربة لابن بشکوال"** والی روایت کی تائید میں ۲ شاہد موجود ہیں، لہذا اس واقعہ کو فضائل میں پیش کیا جا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ **"القربة لابن بشکوال"** والی روایت کو امام سخاویؒ **(م ۹۰۲ھ)**، امام ابن حجر ہیثمیؒ **(م ۹۷۴ھ)** امام قسطلانیؒ **(م ۹۲۳ھ)** اور حافظ الحدیث امام ابن بشکوالؒ **(م ۵۷۸ھ)** وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

اعتراض نمبر ا:

غیر مقلدین کا اعتراض ہے کہ یہ واقعہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غیر محرم پر ہاتھ پھیرا، کیا آپ ﷺ کی توہین نہیں ہے؟

الجواب:

یہ واقعہ خواب کا ہے، اس کا بیداری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ،

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ نے اس واقعہ کو خواب کے واقعات کے تحت ذکر فرمایا ہے، اس واقعہ سے پہلے فضائلِ درود میں ایک مقام پر حضرت شیخؒ ایک باب میں تحریر فرماتے ہیں " مردے کو خواب میں دیکھنے کا عمل"۔

(فضائل اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۵۷، یسین بک ڈپو، نیو دہلی)

(فضائل اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۴۶، دینیات ایڈیشن)

اسکین: فضائل اعمال: جلد ۱، دینیات ایڈیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

① حکایات صحابہؓ
② فضائل نماز
③ فضائل تبلیغ
④ فضائل ذکر
⑤ فضائل قرآن مجید
⑥ فضائل رمضان شریف
⑦ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج
⑧ فضائل درود شریف

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

مرتب	Compiler
اہم چیریٹیبل ٹرسٹ	AHEM Charitable Trust

Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

فضائل درود شریف — جلد اول

نکلتا، ان کی زیارت کرتا اور درود شریف پڑھتا، تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا، جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صُلحاء① میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو، اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دُعا کیا کرے۔ [بدیع] "نُزْہَۃُ المجالس" میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے، لیکن اتنا اس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا بعد میں فقیر ہو گیا، تو اس نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی اور حضور ﷺ سے اپنے فقر② و فاقہ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے خواب میں فرمایا: او محروم! تُو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے، مجھ پر درود بھیجتا ہے، اللہ جلّ شانہٗ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید③ بنا دیا، جب اس کی آنکھ کھلی تو آ کر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا۔ فقط

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۳۶) مردے کو خواب میں دیکھنے کا عمل ایک عورت حضرت حَسَن بَصْرِیؒ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ میری یہ تمنا ہے کہ میں اسکو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ﴿أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبیٔ کریم ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے: تارکول کا لباس اس پر ہے، دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ میں صبح کو اُٹھ کر پھر حضرت حَسَن بَصْرِیؒ کے پاس گئی۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جلّ شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔ اگلے دن حضرت حسنؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے، وہ کہنے لگی: حسن! تم نے مجھے بھی پہچانا؟ میں نے کہا: نہیں! میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی: میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل بر عکس④ بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی، میں نے پوچھا: پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا؟ اس نے کہا کہ ہم ستر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا، صُلحاء میں سے ایک

حل لغات: ① نیک لوگ، اللہ والے۔ ② غربت۔ ③ خوش قسمت۔ ④ الٹا۔

فضائل درود شریف

۷۴۶

اور اسی بات کے تحت مولانا زکریا صاحبؒ نے اس واقعہ کو ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخؒ کے نزدیک یہ واقعہ خواب ہی کا ہے۔

ایک اہم نکتہ:

جس صفحہ پر مولانا زکریاؒ نے یہ باب بندھا ہے، اس کے اگلے صفحہ سے اس سفیان ثوری والے واقعہ تک، جتنے بھی درمیان میں واقعات حضرت شیخؒ نے نقل فرمائے ہیں، وہ سب خواب ہی کے واقعات ہیں۔

حضرت شیخؒ کے اس منہج سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ واقعہ خواب ہی کے متعلق ہے۔

دوسرا اہم نکتہ:

امام سفیان ثوریؒ **(م ۱۶۱ھ)** کا یہ واقعہ (جس میں عورت کا ذکر ہے) اس کو ذکر کرنے سے پہلے مولانا زکریاؒ نے اسی طرح کے ۲ واقعات اور ذکر فرمائے ہیں۔

ایک عبد الواحد بن زیدؒ کا واقعہ ہے (جس میں خواب کا ذکر ہے) یہ پورا واقعہ مع تفصیل **"کتاب المنامات لابن ابی الدنیا"** کے حوالہ سے اوپر گزر چکا ہے۔

دوسرا سفیان ثوریؒ کا ہی ایک اور واقعہ ہے (جس میں عورت کے بجائے مرد کا ذکر ہے اور خواب کا بھی ذکر ہے) یہ واقعہ ابو لیث سمرقندیؒ کی کتاب، **تنبیہ الغافلین** کے حوالہ سے تفصیل کے ساتھ اوپر گزر چکا۔

غور فرمایئے! شیخ زکریا صاحبؒ کے اس منہج و ترتیب سے بھی یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ یہ واقعہ بھی خواب ہی سے متعلق ہے۔ کیونکہ دوسری دو روایات جنہیں حضرت شیخؒ نے اس واقعہ سے پہلے ذکر کیا ہے، ان میں خواب کا ذکر موجود ہے۔

اور خود غیر مقلدین کے مناظر ابو صہیب داؤد ارشد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ: یہ مسلمہ اصول ہے کہ ایک روایت دوسری کی تفسیر کرتی ہے۔ **(دین الحق: جلد ۱: صفحہ ۲۶۹)**

لہٰذا جب خود غیر مقلدین کے نزدیک یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر اور وضاحت کرتی ہے، تو ان ہی کے اصول کی روشنی میں دوسری دو روایت اور واقعات وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ واقعہ جس میں عورت کا ذکر کو ہے، وہ بھی خواب ہی کا واقعہ ہے۔

لہٰذا اس واقعہ پر اعتراض باطل اور مردود ہے۔

اسکین: دین الحق:

دین الحق

بجواب

جاء الحق

تالیف

ابوصہیب محمد داؤد ارشد

جلد اوّل

ناشر

مکتبہ عزیزیہ

لاہور

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون 042 7321865

(پاکستان)

٦٦٩

میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورہ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑھی اور آواز کو اتنا بلند کیا کہ ہم نے آپ کی قرات سن لی پھر جب آپ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ یہ سنت اور حق ہے۔

ثانیاً رہا مفتی صاحب کا اسے ایصال ثواب پر محمول کرنا تو یہ سنت کو بدعت میں بدلنے کی جسارت ہے جس پر ان کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ جن محدثین کرام اور فقہاء نے اس حدیث کو روایت کیا ہے تمام نے اس کا یہی مفہوم لیا ہے کہ جو اس کے الفاظ سے واضح ہے کہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے اندر فاتحہ پڑھی تھی۔

مفتی صاحب کا دوسرا اعتراض = اگر مان لیا جائے کہ نماز کے اندر سورہ فاتحہ پڑھی تو یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ کس تکبیر کے بعد پڑھی گئی (جاء الباطل ص ٢٣٢ ج ٢)

الجواب = اولاً مفتی صاحب اس اعتراض میں یہ تو تسلیم کر گئے ہیں کہ ہمارا پہلا اعتراض ضد و تعصب کی پیداوار ہے۔ ثانیاً رہا یہ اعتراض کہ فاتحہ کی تعین روایت سے ثابت نہیں ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ مسلمہ اصول ہے ایک روایت دوسری کی تفسیر کرتی ہے اسی اصول کے پیش نظر مفتی صاحب کا مذکورہ اعتراض غلط ہے کیونکہ امام بیہقی اور حاکم نے شرجیل بن سعد کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تھی۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ص ٤٢ ج ٤ و مستدرک حاکم ص ٣٥٩ ج ١)

اگر مفتی صاحب اعتراض سے پہلے فتح الباری کا ہی مطالعہ کرتے تو یقیناً اعتراض کر کے اپنی علیت کا حدود اربعہ معلوم نہ کراتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس اونچی دکان کا پکوان ہی پھیکا ہے۔ بہرحال حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

وروی الحاکم والبیھقی من طریق شرجیل بن سعد عن ابن عباس انه صلی جنازة بالابواء فکبر ثم قراء الفاتحة رافعًا صوته ثم صلی علی النبی ﷺ ثم قال اللھم عبدک وابن عبدیک اصبح فقیرا الی رحمتک وانت غنی عن عذابه ان کان زاکیا فزکه وان کان مخطئا فاغفرله اللھم لا تحرمنا اجره ولا تضلنا بعده ثم کبر ثلاث تکبیرات ثم انصرف فقال یا ایھا الناس انی لم اقرا علیھا ای جھراً الا لتعملوا انھا سنة (فتح الباری ص ١٥٩ ج ٣ و ھکذا فی نیل الاوطار
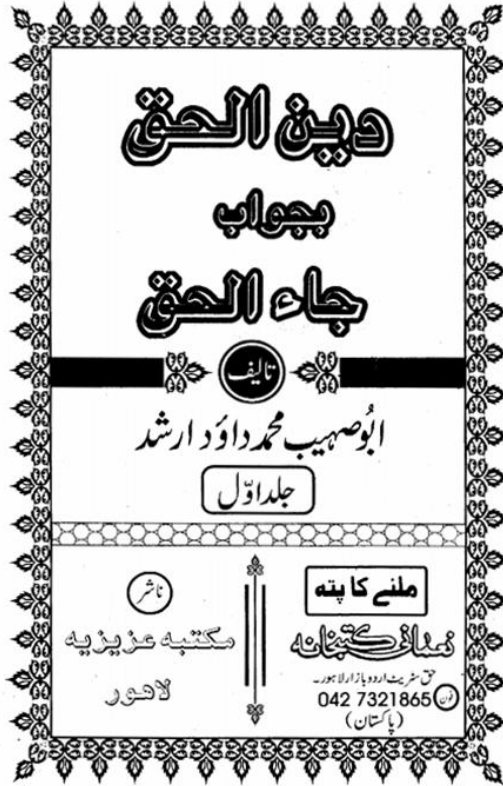
نوٹ:

نیز شیخ زکریاؒ سے پہلے امام سخاویؒ (م ٩٠٢ھ)، امام ابن حجر ہیثمیؒ (م ٩٧٤ھ) اور امام ابن بشکوالؒ (م ٥٧٨ھ) وغیرہ نے بھی عورت والے واقعہ کو ذکر کرنے سے پہلے یا بعد میں وہی خواب والے واقعات ذکر فرمائے ہیں، جو حضرت شیخ زکریاؒ نے ذکر کیے ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ ائمہ بھی یہی بتانا چاہ رہے ہیں کہ یہ واقعہ خواب ہی کے متعلق ہے۔

نیز غیر مقلدین کے محدث، زبیر علی زئی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ واقعہ خواب کا ہو سکتا ہے۔ **(الحدیث: شمارہ نمبر ٦٦: صفحہ ٦)**

اسکین:

دیوبندی نے لکھا ہے:

"حافظ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یا رکھتا ہے تو یوں کہتا ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ...... میں نے پوچھا یہ دُرود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا' میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔ میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دُعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے تو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. پڑھا کر۔ (نزہۃ)" (فضائل درود ص ۱۲۲۔۱۲۳، تبلیغی نصاب ص ۷۹۳، ۷۹۴)

یہ بالکل جھوٹی حکایت ہے (چاہے اس سے خواب مراد ہو یا عالمِ بیداری کا واقعہ جس میں نبی ﷺ کے بارے میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ آپ نے غیر عورت کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اتنے شرم وحیا والے تھے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی میں کسی غیر عورت سے ہاتھ تک نہیں ملایا تھا۔ یہ حکایت نزہۃ المجالس نامی کتاب میں نہیں ملی اور اگر اس کتاب میں مل بھی جائے تو بھی باطل ہے۔ عبدالرحمٰن صفوری (متوفی ۸۹۴ھ) کی (بے سند روایات والی) کتاب: "نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس" ناقابلِ اعتماد کتاب ہے۔ برہان الدین محدث دمشق نے اس کتاب کو پڑھنے سے منع کیا اور جلال الدین سیوطی نے اس کے مطالعے کو حرام قرار دیا۔ دیکھئے کتاب: کتب حذر منھا العلماء (ج ۲ ص ۱۹)

تنبیہ: اس قسم کا ایک ضعیف ومردود واقعہ ایک مردمیت کے بارے میں ابن ابی الدنیا کی کتاب المنامات (ح ۱۱۸) میں لکھا ہوا ہے لیکن غیر عورت کے بارے میں اس طرح کا کوئی واقعہ کہیں بھی نہیں ملا اور نہ ابونعیم کی کسی کتاب میں اس کا کوئی نام ونشان ہے۔ (۷/ستمبر ۲۰۰۹ء)
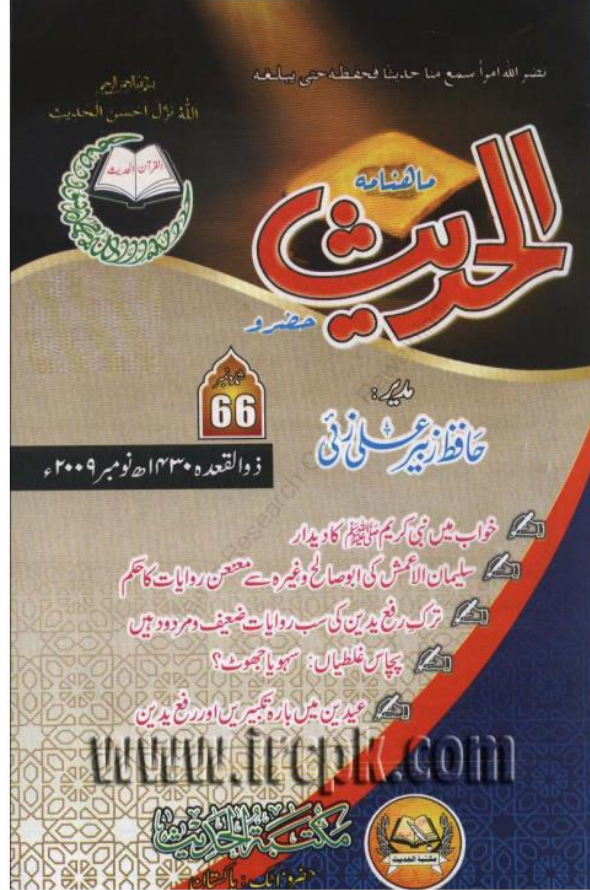
لہذا جب محدثین نے اپنے منہج وطریقہ اور ترتیب سے اور شیخ زکریاؒ نے اپنے باب 'خواب میں مُردوں کو دیکھنے کا عمل' کے ذریعہ، بتایا ہے کہ ان کے نزدیک یہ واقعہ خواب ہی کے متعلق ہے۔

اور پھر ساتھ ساتھ اہل حدیث عالم نے بھی اس کی گنجائش بتائی ہے۔ تو اس واقعہ کو بیداری پر محمول کرنا باطل اور مردود ہے۔

تنبیہ:

زبیر علی زئی نے اس روایت کو جھوٹی روایت قرار دیا ہے، حالانکہ ان کا یہ کہنا مردود ہے، کیونکہ ان کو اس روایت کی سند نہیں ملی تھی، جیسا کہ خود انہوں نے کہا ہے۔ دیکھئے: **(الحدیث: شمارہ نمبر ۶۶: صفحہ ۶)**

لیکن ہم نے اس کی سند پیش کی ہے، اور پھر اس روایت کے دو شاہد بھی موجود ہیں، جس کی تفصیل ہم نے اوپر ذکر کی ہے، مزید ایسا لگتا ہے کہ **علی زئی صاحب خواب کی شرعی حیثیت سے بھی بے خبر ہیں۔**

خواب کی شرعی حیثیت:

احادیث میں موجود ہے (جس کا خلاصہ ہے) کہ ''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةَ؛ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يُفِيقَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ'' تین آدمی مرفوع القلم ہیں (یعنی شرعی قانون کی زد سے محفوظ رہتے ہیں) ان میں سے ایک، سونے والا، جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو۔ (**مستدرک الحاکم مع تلخیص الذہبی: جلد ۲: صفحہ ۶۷، حدیث نمبر ۲۳۵۰**، امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے)

اسکین:

١٩ ـ كتاب البيوع / حـ ٢٣٤٧ ـ ٢٣٥٠ .... ٦٧

«الآن حين بردت عليه جلده».

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٢١٨/٢٣٤٧ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن زياد الفقيه بالدامغان، ثنا محمد بن أيوب، ثنا سليمان بن حرب.

وأخبرنا أبو بكر بن إسحاق، أنبأ أبو المثنى، ثنا شيبان بن فروخ قالا: ثنا أبو عوانة، عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: «الرهن محلوب ومركوب».

قال الأعمش: فذكرت ذلك لإبراهيم فكره أن ينتفع بشيء منه.

هذا إسناد صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه لإجماع الثوري وشعبة على توقيفه عن الأعمش وأنا عـلى أصلي أصّلته في قبول الزيادة من الثقة.

٢١٩/٢٣٤٨ ـ أخبرنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ محمد بن محمد بن حيان الأنصاري، ثنا أبو إسحاق إبراهيم بن معاوية الكرابيسي، ثنا هشام بن يوسف الصنعاني، ثنا معمر، عن الزهري، عن ابن كعب بن مالك، عن أبيه: أن رسول الله ﷺ حجر على معاذ ماله وباعه في دين عليه.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه. / ٢/٥٩

٢٢٠/٢٣٤٩ ـ حدثني محمد بن صالح بن هانىء، ثنا الحسين بن محمد بن زياد القباني، ثنا أبو بكر بن أبي عتاب الأعين، ثنا منصور بن سلمة أبو سلمة الخزاعي، ثنا عثمان بن عبد الله بن زيد بن حارثة الأنصاري، ثنا عمي عمرو بن زيد بن حارثة، حدثني أبي زيد بن حارثة رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ استصغر ناساً يوم أحد منهم: زيد بن حارثة ـ يعني نفسه ـ والبراء بن عازب، وزيد بن أرقم، وسعد وأبو سعيد الخدري، وعبد الله بن عمر و ذكر جابر بن عبد الله.

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه.

٢٢١/٢٣٥٠ ـ حدثنا أبو بكر بن إسحاق، وأبو محمد بن موسى قالا: أنبأ

٢٣٤٧ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم. رواه شعبة وسفيان عن الأعمش فوقفاه.
٢٣٤٨ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
٢٣٤٩ ـ قال في التلخيص: صحيح.
٢٣٥٠ ـ قال في التلخيص: على شرط مسلم.

٦٨ .... ١٩ ـ كتاب البيوع / حـ ٢٣٥١ ـ ٢٣٥٣

محمد بن أيوب، ثنا أبو الوليد الطيالسي، وموسى بن إسماعيل قالا: ثنا حماد بن سلمة، عن حماد، عن إبراهيم، عن الأسود، عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي ﷺ قال: «رفع القلم عن ثلاثة: عن الصبي حتى يحتلم وعن المعتوه حتى يفيق وعن النائم حتى يستيقظ».

هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه.

٢٢٢/٢٣٥١ ـ حدثنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن موسى القاضي، ثنا إبراهيم بن يوسف بن خالد الرازي، ثنا الحارث بن مسكين، وأحمد بن عمرو قالا: ثنا ابن وهب، ثنا جرير بن حازم، عن سليمان بن مهران، عن أبي ظبيان، عن ابن عباس رضي الله عنهما مرّ على علي بمجنونة بني فلان قد زنت وأمر عمر بن الخطاب برجمها فردّها علي بن أبي طالب وقال لعمر: يا أمير المؤمنين أمرت برجم هذه؟ قال: نعم قال: أما تذكر أن رسول الله ﷺ قال: «رفع القلم عن ثلاثة: عن المجنون المغلوب على عقله، وعن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم» قال: صدقت فخلى عنها.

قال أبو عبد الله: بالحجر على المجنون والمجنونة مما لا أعلم فيه خلافاً بين العلماء.

٢٢٣/٢٣٥٢ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن إسحاق الصبغي، ثنا الحسن بن علي بن زياد، ثنا عبد الأعلى بن حماد، ثنا عمر بن علي، ثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة قالت: نزلت هذه الآية ﴿والصلح خير﴾ [النساء: ١٢٨] في رجل كانت تحته إمرأة قد طالت صحبتها وولدت منه أولاداً فأراد أن يستبدل بها فراضته على أن تقر عنده ولا يقسم لها.

٢/٦٠ هذا حديث صحيح على / شرط الشيخين ولم يخرجاه.

٢٢٤/٢٣٥٣ ـ حدثنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ العباس بن الفضل الأسفاطي، ثنا أحمد بن يونس، ثنا عبد الرحمن بن أبي الزناد، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة: أن سودة رضي الله عنها جعلت يومها لعائشة وأحسب في ذلك

٢٣٥١ ـ قال في الفيض: أورده الحافظ ابن حجر من طرق عديدة بألفاظ متقاربة ثم قال: وهذه طرق يقوي بعضها بعضاً. وقد أطنب النسائي في تخريجها ثم قال: لا يصح منها شيء والموقوف أولى بالصواب.
٢٣٥٢ ـ قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.
٢٣٥٣ ـ قال في التلخيص: على شرط مسلم.

معلوم ہوا کہ جب تک کوئی بندہ سویا ہوا ہے اور خواب دیکھ رہا ہے، تو اس پر کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگے گا، لہٰذا جب خواب پر کوئی شرعی فتویٰ نہیں ہے، تو اس واقعہ پر اعتراض کیوں؟

نیز بسا اوقات ظاہری طور پر خواب خراب معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کی تعبیر اچھی اور عمدہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

۱۔ امام ولی الدین تبریزیؒ (م ۷۴۱ھ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ:

عَن أمِّ الْفضل بنت الْحَارِث أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ قَالَ: «وَمَا هُوَ؟» قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا يَكُونُ فِي حِجْرِكِ»

حضرت نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی پھوپھی، حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا اور وہ آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے ایک براخواب دیکھا ہے، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا خواب ہے؟ انہوں نے فرمایا: کہ وہ بہت ہی سخت ہے۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہ بتاؤ تو صحیح وہ (خواب) کیا ہے؟ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے جسمِ مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے، آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، (اس کی تعبیر یہ ہے) کہ ان شاء اللہ، میری لختِ جگر بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا۔ (تمہاری پرورش میں ہوگا)

(ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) چنانچہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور میری گود میں کھیلے جیسا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا تھا۔

(مشکوۃ المصابیح: حدیث نمبر ۶۱۷۱)

اسکین:

تألیف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

بتحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

المكتب الاسلامي

۳۰ - كتاب المناقب ١٠ - باب مناقب أهل بيت النبي ﷺ الحديث (٦١٧٠)

ليس شبيهاً بعليّ، وعليٌّ يضحك. رواه البخاري.

٦١٧٠ — (٤٥) وعن أنس، قال: أُتي عبيدُ الله بنُ زياد برأسِ الحسين، فجُعِل في طَسْت، فجعلَ ينكتُ[1] وقال في حُسْنِه شيئاً[2]، قال أنسٌ: فقلتُ: والله إنه كان أشبهَهُم برسولِ اللهِ ﷺ، وكان مخضوباً بالوَسمَة[3]. رواه البخاري.

وفي رواية الترمذي قال: كنتُ عندَ ابن زيادٍ فجيءَ برأسِ الحسينِ، فجعل يضرب بقضيبٍ في أنفه ويقول: ما رأيتُ مثلَ هذا حسناً. فقلت: أما إنه كان من أشبههم برسولِ الله ﷺ. وقال: هذا حديثٌ صحيحٌ حسنٌ غريبٌ.

٦١٧١ – (٤٦) وعن أمّ الفضل بنت الحارث، أنّها دخلت على رسولِ الله ﷺ، فقالت: يارسول الله! إني رأيتُ حُلماً منكراً الليلةَ قال: «وما هو؟» قالت: إنه شديدٌ قال: «وما هو؟» قالت: رأيت كأنّ قطعةً من جسدكَ قُطِعَتْ ووُضعت في حجري. فقال رسول الله ﷺ: «رأيتِ خيراً، تلد فاطمةُ إن شاءَ الله غلاماً يكونُ في حِجْرِك». فولدت فاطمةُ الحسينَ، فكان في حجري كما قال رسول الله ﷺ. فدخلتُ يوماً على رسول الله ﷺ، فوضعته في حجره، ثم كانت مني التفاتةٌ، فإذا عينا رسولِ الله ﷺ تهريقان الدموعَ، قالت: فقلتُ: يا نبيَّ الله! بأبي أنتَ وأمي، مالكَ؟ قال: «أتاني جبريل عليه السلام، فأخبرني أنّ أمتي ستقتلُ ابني هذا، فقلت: هذا؟ قال: نعم، وأتاني بتربةٍ من تربته حمراءَ».

٦١٧٢ — (٤٧) وعن ابن عبّاس، قال: رأيتُ النبيَّ ﷺ فيما يرى النائم ذاتَ يوم بنصف النهار، أشعثَ أغبرَ، بيده قارورة فيها دم، فقلت: بأبي أنتَ وأمي، ماهذا؟ قال: «هذا دم الحسين وأصحابه، ولم أزل ألتقطه منذ اليوم» فأحصي ذلك الوقت فأجد قُتِل ذلك

(١) أي يضرب برأس القضيب في أنفه. (٢) أي من المدح.
(٣) الوسمة: نبت يخضب به ويميل الى السواد.

— ١٧٤١ —

یہ روایت امام حاکمؒ (م ۴۰۵ھ) نے اپنی کتاب المستدرک میں نقل فرمائی ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَوْهَرِيُّ بِبَغْدَادَ، ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ: «مَا هُوَ؟» قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيدٌ، قَالَ: «مَا هُوَ؟» قَالَتْ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غُلَامًا، فَيَكُونُ فِي حِجْرِكِ» فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ **(مستدرک الحاکم: جلد ۳: صفحہ ۱۹۴، حدیث نمبر ۴۸۱۸،** واسنادہ صحیح مرسل)

نیز، یہ روایت صحیح سند کے ساتھ امام احمد بن حنبلؒ نے **مسند احمد: جلد ۴۴: صفحہ ۴۴۹، حدیث ۲۶۸۷۸،** میں نقل فرمائی ہے۔

اسکین:

بطنه(١)، فقمتُ إلى قِرْبَةٍ لأصبَّها عليه، فقال رسولُ الله ﷺ: «يا أمَّ الفَضْل، إنَّ بَوْلَ الغُلامِ يُصَبُّ عَلَيْهِ الماءُ، وَبَوْلُ الجارِيَةِ يُغْسَلُ». وقال بَهْز: «غَسْلاً».

حدثنا عفان(٢)، قال: حدثنا حمَّاد، قال حميد: كان عطاء يرويه عن أبي عِياض، عن لُبابَةَ(٣).

٢٦٨٧٨- حدثنا عفَّان، حدثنا وُهَيْب، قال: حدثنا أيوب، عن صالح أبي الخليل، عن عبد الله بن الحارث ٦/ ٣٤٠

عن أمِّ الفضل، قالت: أتيتُ النبيَّ ﷺ، فقلتُ: إني رأيتُ في منامي في بيتي -أو حُجْرتي(٤)- عضواً من أعضائك، قال: «تَلِدُ فاطِمَةُ إنْ شاءَ الله غُلاماً، فتَكْفُلِينَهُ». فوَلَدَتْ فاطمةُ حَسَناً(٥)، فَدفَعَتْه إليها، فأرْضَعَتْه بلبنِ قُثَم، وأتيتُ به النبيَّ ﷺ يوماً أزوره، فأخذَهُ النبيُّ ﷺ، فوضَعه على صدره، فبالَ على

(١) قولها: فرأيت البول يسيل على بطنه، لم يرد في (ظ٦).
(٢) قوله. قال عفان إلى آخر الرواية لم يرد في (ظ٦).
(٣) قوله: «يا أمَّ الفضل إن بول الغلام...» صحيح، وهذا إسناد ضعيف لانقطاعه، عطاء: وهو ابن أبي مسلم الخراساني لم يسمع من أمِّ الفضل، ثم ذكر الإمام أحمد قول حميد -وهو الطويل-: كان عطاء يرويه عن أبي عياض، عن لُبابة، ولم يتبين لنا من هو أبو عياض.
وانظر (٢٦٨٧٥).
(٤) في (ظ٦): أن في بيتي، أو في حجرتي، وقولها: في بيتي، ليس في (ظ٢) و(ق).
(٥) في (ظ٦): حسيناً.

٤٤٩

صدره(١)، فأصابَ البولُ إزارَه، فزَخَخْتُ بيدي على كتفيه، فقال: «أَوْجَعْتِ ابْنِي أصلَحَكِ الله» أو قال: «رَحِمَكِ الله». فقلت: أعطني إزارَكَ أغسله، فقال: «إنما يُغْسَلُ بَوْلُ الجَارِيَةِ، وَيُصبُّ على بَوْلِ الغُلامِ»(٢).

٢٦٨٧٩- حدثنا أبو كامل، حدثنا حمَّاد، عن قتادة، عن أبي الخليل، عن عبد الله بن الحارث

عن أمِّ الفَضْل، أن النبيَّ ﷺ قال: «لا تُحَرِّمُ الإمْلاجَةُ، وَلا الإمْلاجَتَانِ»(٣).

(١) قولها: على صدره، ليس في (ظ٦).
(٢) إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين. عفان: هو ابن مسلم الصفار، ووُهيب: هو ابن خالد البصري، وأيوب: هو السختياني، وصالح أبو الخليل: هو ابن أبي مريم.
وسلف برقم (٢٦٨٧٥).
قال السندي: قولها: فزخخت بيدي، قيل: لعل هٰذا من قولهم: زُخَّ في قفاه، على بناء المفعول: إذا دُفع ورُمي به. ثم اعلم أن هٰذا الحديث لا يخلو عن إشكال من جهة تاريخ ولادة الحسن والحسين رضي الله عنهما، وتاريخ هجرة العباس، إلا أن تكون هجرةُ أمِّ الفضل قبلَ هجرة العباس، وحديث ابن عباس: أنا وأمي كنا من المستضعفين، يأبى ذٰلك، والله أعلم.
(٣) إسناده صحيح، رجاله ثقات رجال الصحيح غير أبي كامل -وهو مُظَفَّر بن مُدْرِك- فقد روى له أبو داود في «التفرُّد» والنسائي، وهو ثقة. حمَّاد: هو ابن سَلَمة، وقتادة: هو ابن دِعَامة السَّدُوسي، وأبو الخليل: هو صالح بن أبي مريم.
وأخرجه مسلم (١٤٥١) (٢٢)، والطحاوي في «شرح مشكل الآثار»=

٤٥٠

وضاحت:

بظاہر خواب کتنا برا تھا، کہ خود ام فضلؓ اس سے گھبرا رہی تھیں اور بتلانے کو بھی تیار نہیں تھیں، مگر حضورؐ کے کہنے پر انہوں نے بیان کیا اور پھر جب آپ ﷺ نے تعبیر بیان فرمائی تو وہ خوش خبری تھی۔

۲- امام اعظم ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کے متعلق مشہور خواب ہے کہ آپؒ نے حضور ﷺ کی قبر مبارک کو کھولا، اور آپ ﷺ کی ہڈیوں کو جمع کیا اور جب اس خواب کی تعبیر امام ابن سیرینؒ سے پوچھی گئی، تو انہوں نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سنتوں کو زندہ کرے گا۔ (**مسند امام ابو حنیفہ بروایت امام طلحہ بن محمد المقری** بحوالہ جامع مسانید: ج ۱: ص ۱۸-۱۹، وسندہ صحیح)

اسکین:

لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس

الجزء الاول

من

جامع مسانيد الامام الاعظم

والهمام الاقدم الاعلم ابي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي

رضي الله عنه وشرف واكرم

تاليف

العلامة الفهامة الشيخ الامام الفقيه قاضي القضاة ابي المؤيد

محمد بن محمود بن محمد الخوارزمي المتوفى سنة خمس

وستين وست مائة رحمه الله تعالى

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر آباد الدكن حماها الله

عن الشرور والفتن

سنة (۱۳۳۲)ھ

جامع مسانيد الامام الاعظم (۱) ج ‹۱۸› الباب الاول

محمد بن خالد عن كعب الاحبار قال انی لاجد اسامي العلماء واهل العلم مكتوبة بصفاتهم وانسابهم اهل زمان زمان واني لاجد اسم رجل يقال له النعمان بن ثابت يكنى بابي حنيفة واجد له شانا عظيما في العلم والفقه والحكمة والعبادة والزهادة وقد ساد اهل زمانه من اهل العلم ممن يشبههم او هو بدرهم يعيش مغبوطا ويموت مغبوطا ٭

(وبهذا الاسناد) الى يونس بن طاهر النصري حدثنا محمد بن طور حدثنا ابي حدثنا محمد بن عباد حدثنا محمد بن علي حدثنا محمد بن ناصر حدثنا حامد بن آدم المروزي اخبرنا عبدالله بن المبارك قال اخبرني ابن لهيعة (۱) قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في كل قرن من امتي سابقون وابو حنيفة سابق هذه الامة ٭

(وبهذا الاسناد) قال رأى ابو حنيفة في المنام كانه نبش قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجمع عظامه الى صدره فهاله ذلك فارتحل الى البصرة فسأل محمد بن سيرين عن هذه الرؤيا وقيل فنفر جلا فقال له محمد بن سيرين لست بصاحب هذه الرؤيا صاحب هذه الرؤيا ابو حنيفة فحضر ابو حنيفة فقال انا ابو حنيفة فقال اكشف عن ظهرك ويسارك فكشف فرأى بين كتفيه او عضده يساره خالا فقال له ابن سيرين صدقت انت ابو حنيفة الذي قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في حقه يخرج في امتي رجل يقال له ابو حنيفة وبين كتفيه وفي رواية على يساره خال يحيي الله تعالى على يديه سنتي ٭ اخرجه الحافظ طلحة ابن محمد في مسنده مختصرا عن ابي العباس بن سعيد عن ابراهيم بن اسحاق

(۱) لعله ترکت هنا واسطة او واسطتان الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فالحديث مرسل ۱۲ المصحح ؟ يشهدهم۔

عن

الباب الاول ‹۱۹› جامع مسانيد الامام الاعظم (۱) ج

عن اسمعيل بن بهرام عن اسباط بن محمد بن عبد الله عن ابي حنيفة رضي الله عنه قال رأيت في المنام كاني انبش قبر النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال ابن سيرين الرائي لهذا عالم يفحص عن علم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ٭

(اخبرني) سيد الوعاظ اسمعيل بن محمد الحيي بخوارزم اجازة قال اخبرني الصدر العلامة صدر الائمة ابو المؤيد موفق بن احمد المكي قال اخبرني الامام ابو المحاسن الحسن بن علي في كتابه اخبرنا ابو اسحاق ابراهيم بن اسمعيل الزاهد الصفار حدثنا ابو علي الحسين بن علي الصفار اخبرنا ابو نصر محمد بن مسلم اخبرنا ابو عبدالله محمد بن عمر اخبرنا الاستاذ ابو محمد عبدالله بن محمد بن يعقوب الحارثي البخاري باسناده الى ابي البختري قال دخل ابو حنيفة على جعفر ابن محمد الصادق رضي الله عنهما فلما نظر اليه جعفر قال كاني انظر اليك وانت تحيي سنة جدي صلى الله عليه وآله وسلم بعدما اندرست وتكون مفزعا لكل ملهوف وغياثا لكل مهموم بك يسلك المتحيرون اذا وقفوا وتهديهم الى الواضح من الطريق اذا تحيروا فلك من الله العون والتوفيق حتى يسلك بك الربانيون الطريق ٭

(وبهذا الاسناد) الى ابي المحاسن الحسن بن علي قال روى محمد بن الحسن الفقيه باسناده الى الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ان الرأي الحسن يغني صاحبه وانه سيكون من بعدنا رأي حنيف تجري به الاحكام ما بقي الاسلام وانه كرأينا واحكامنا تقوم به رجل يقال له النعمان بن ثابت ويكنى بابي حنيفة وهو من اهل الكوفة جهبذ في العلم والفقه يصرف الاحكام على [illegible] حنيفي الدين والرأي الحسن ٭

(اخبرني) الشيخ الثقة تاج الدين ابي احمد بن ابي الحسين العربي الحنبلي

قال العربي

غور فرمائیے! خواب بظاہر مناسب نہیں تھا لیکن امام ابن سیرینؒ نے اس کی جو تعبیر بتائی ہے، اس کو آج ساری دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔

-->اسی طرح تاریخ کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ:

خلیفۃ المسلمین ہارون رشیدؒ کی بیوی زبیدہؒ نے خواب دیکھا کہ کثیر تعداد میں مخلوق جمع ہو کر ان سے زنا کر رہی ہے، جب آنکھ کھلی تو بے حد پریشان ہوئیں، گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ تھی، آخر جب اس خواب کی تعبیر بتلائی گئی تو معلوم ہوا کہ ان سے کوئی ایسا کام لیا جائے گا جس سے بے شمار مخلوق فیض یاب ہو گی (یعنی بے شمار مخلوق کو فائدہ پہنچے گا)۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا، انہوں نے نہر زبیدہ کھدوائی، جو عراقِ عرب کے ایک بہت بڑے حصہ کو سیراب کرتی ہے، اور ایام حج میں مشرق و مغرب کے مسلمان اس سے فیض یاب ہوتے ہیں، جو اس خواب کی تعبیر ہے۔ (**محصلہ رشاد الاخیار: صفحہ ۵۱، جید برقی پریس، دہلی بحوالہ عبارات اکابر: ص ۲۰۵**)

دیکھئے!   خواب بظاہر کتنا خراب نظر آیا ہے، لیکن اس کی تعبیر کتنی عمدہ ہے۔

<--   **تاریخ الاسلام: جلد ۱۲: صفحہ ۷۳۸** میں ایک واقعہ موجود ہے کہ:

حسین بن یوحان الباوریؒ **(م ۵۸۷ھ)** [جو کہ شیخ صالح ہیں، **تاریخ الاسلام: جلد ۱۲: صفحہ ۱۲**، وہ] فرماتے ہیں کہ:

كنتُ فِي مدينة الخان فجاءني رَجُل فسألني عَنْ رؤيا، قَالَ: رَأَيت كَأَنّ رَسُول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تُوُفّي. فقلت: هَذِهِ رؤيا الكبار، وإنْ صَدَقَتْ رؤياك يموت إمام لا نظير لَهُ فِي زمانه..... قَالَ: فَمَا أمسينا حَتَّى جاءنا الخبر بوفاة الحافظ أبي موسى۔

خان شہر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی ہے، تو میں نے کہا یہ بڑوں کا خواب ہے، اگر تیرا خواب سچ ہے، تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کوئی ایسا امام فوت ہو گا، جس اس زمانہ میں کوئی نظیر نہ ہو گا، (یعنی اس زمانہ میں اس جیسا دوسرا کوئی امام نہ ہو گا) چنانچہ شام سے پہلے ہی یہ خبر آئی کہ شیخ الاسلام، حافظ ابو موسیٰ المدینیؒ **(م ۵۸۱ھ)** وفات پا چکے ہیں۔ تاریخ الاسلام کا اسکین ملاحظہ فرمائیے:

تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام

لمؤرخ الإسلام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى ٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

المجلد الثاني عشر

٥٥١-٦٠٠هـ

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

أصحابك. فقال: فرِّقوه أنتم إن شئتم. وحدثني بعضُ من رحل بعدي إلى أصبهان أن رجلاً من الأغنياء أوصى إلى الشيخ أبي موسى بمالٍ كثيرٍ يُفرّقه في البِرّ، فلم يقبل، وقال: بل أوْصِ إلى غيري، وأنا أدلُّك إلى من تدفعه إليه. ففعل وفيه من التَّواضع بحيث إنه يُقرىءُ كلَّ من أراد ذلك من صغيرٍ وكبيرٍ، ويرشد المُبتدئين، حتى رأيتُهُ يُحفّظ صِبيانًا القرآن في الألواح. ولا يكاد يستتبع أحدًا إذا مَضَى إلى مَوْضع، حتى أنّني تَبِعتُهُ مرةً، فقال: ارجع. ثم تَبِعتُهُ، فالتفتَ إليَّ مُغضبًا وقال لي: ألم أقُل لك لا تمشِ خَلْفي، أنتَ إذا مشيتَ خَلْفي لا تنفعني. وتبطل عن النَّسخ، وترددتُ إليه نحوًا من سنة ونصف، فما رأيتُ منه ولا سمعتُ عنه سَقطةً تُعاب عليه.

وقال محمد بن محمود الرُّوَيْدَشتي: توفي الحافظ أبو موسى في تاسع جُمادى الأولى، وكان أبو مسعود كُوتاه الحافظ يقول: أبو موسى كَنْزٌ مَخْفيٌّ.

وقال الحُسين بن يَوْحن الباوَري: كنتُ في مدينة الخان فجاءني رجلٌ فسألني عن رؤيا، قال: رأيتُ كأنَّ رسول الله ﷺ توفي. فقلتُ: هذه رؤيا الكبار، وإنْ صَدَقَت رؤياك يموتُ إمامٌ لا نظير له في زمانه. فإن هذا المَنَام رُئِيَ حالة وَفَاة الشافعي والثَّوري وأحمد بن حنبل. قال: فما أمسينا حتى جاءنا الخَبرُ بوفاة الحافظ أبي موسى.

وعن عبدالله بن محمد الخُجَندي، قال: لما مات أبو موسى لم يكادوا يفرغون حتى جاء مَطَرٌ عظيمٌ في الحَرِّ الشَّديد، وكان الماء قليلاً بأصبهان[1].

٣٧- محمد بن مُنجح بن عبدالله، أبو شُجاع الفقيه الشافعيُّ الصُّوفيُّ الواعظ.

توفي ببغداد في ربيع الأول، وكان مولده في سنة خمسٍ وخمس مئة.

وسمع من قاضي المَرِستان. وتفقه على أبي محمد عبدالله بن أبي بكر الشَّاشي. وأجاز له ابن طاهر المقدسي. وله شِعرٌ حَسَنٌ. وتفقه أيضًا بالجزيرة على الأستاذ أبي القاسم البَزْري، وخرج إلى الشام. ووَلِيَ قضاء بَعْلَبك، ثم عاد إلى بغداد.

ومن شعره:

(١) تنظر تكملة المنذري، الورقة ٤- ٥.

٧٤١

وضاحت:

یہ سارے واقعات سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ اگر چہ خواب بظاہر برا نظر آئے، تو یہ کوئی گستاخی اور بے ادبی کی بات نہیں، کیونکہ خواب پر کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگ سکتا، جیسا کہ خود نبی ﷺ نے واضح کیا ہے۔

تو پھر غیر مقلدین کا وسوسہ کہ حضور ﷺ نے غیر محرم پر کیسے ہاتھ پھیرا، باطل و مردود ہے، کیونکہ بات آچکی ہے کہ اگر چہ خواب بظاہر برا نظر آئے، لیکن پھر بھی اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگ سکتا۔

اور غیر مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ ایسے فضول اعتراضات کرنے سے بچیں، تاکہ ان کی علمی جہالت سامنے نہ آئے۔

نیز بعض جاہل غیر مقلدین اس کو خواب کا واقعہ تسلیم کرنے کے باوجود، حضور ﷺ کی توہین اور گستاخی قرار دیتے ہیں۔

ایسے نادان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ:

ام الفضل ؓ کی روایت ہے کہ خواب میں "آپ ﷺ کے جسمِ مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر، امِ فضل ؓ کی گود میں رکھ دیا گیا"، تو یہ حدیث آپ کے من گھڑت اصول اور کم علمی کی وجہ سے توہین اور گستاخی ہونی چاہیے نا؟

پس، اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح سمجھ اور حق بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اعتراض نمبر ۲:

غیر مقلدین کا اعتراض ہے کہ:

اس واقعہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے انتقال کے بعد اس دنیا میں واپس آئے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:

اوپر تفصیل گزر چکی، کہ یہ خواب کا واقعہ ہے، اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لہذا یہ بھی اعتراض فضول اور بے کار ہے۔

اعتراض نمبر ۳:

توصیف الرحمن صاحب ایک بار پھر جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے، کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مشکل کشائی کی دعوت دیتا ہے۔

الجواب:

یہ توصیف الرحمن کی خالص خیانت اور بددیانتی ہے، کیونکہ اسی واقعہ میں موجود ہے کہ جب امام سفیان ثوریؒ نے اس لڑکے سے پوچھا کہ تمہارا (اتنی کثرت سے) درود (پڑھنے کا) کیا معاملہ ہے، تو انہوں نے کہا:

میں اپنی والدہ کے ساتھ حج کو گیا تھا، میری والدہ وہیں رہ گئیں (یعنی انکا انتقال ہو گیا)، ان کا منہ کالا ہو گیا اور ان کا پیٹ پھول گیا، جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ ان سے کوئی بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے، **میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف دعاء کیلئے ہاتھ اٹھائے۔**

تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا۔۔۔۔(**فضائلِ اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۶۵، یسین بک ڈپو، نیو دہلی، فضائلِ اعمال: جلد ۱: فضائل درود: صفحہ ۷۵۴، دینیات ایڈیشن**)

اسکین: دینیات ایڈیشن

فضائل درود شریف — جلد اول

قَبْرِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ." خواب سے اُٹھنے کے بعد ان صاحب نے اس درود کو کثرت سے پڑھا اور ان کا مرض زائل ہو گیا۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۶) حافظ ابو نعیمؒ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا، میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اُٹھاتا ہے یا رکھتا ہے، تو یوں کہتا ہے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ" میں نے اس سے پوچھا: کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے)؟ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں سُفیانِ ثوری، اس نے کہا: کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: ہاں ہے، اس نے پوچھا: کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا: رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے، اس نے کہا کچھ نہیں پہچانا، میں نے کہا: پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا، اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے، میں نے پوچھا: یہ تیرا درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا، میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مرگئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا، جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے اس سے، میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا، اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا، جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو دور کیا، انھوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (ﷺ) ہوں، میں نے عرض کیا: مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اُٹھایا کرے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ" پڑھا کر۔ [نزہۃ]

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(۴۷) صاحبِ احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ایک کھجور کا تنہ جس پر سہارا لگا کر آپ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے، پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنہ آپ کے فراق سے رونے لگا، یہاں تک کہ آپ نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے) یا رسول اللہ! آپ کی اُمت آپ کے فراق سے رونے کی زیادہ

حل لغات: ① ختم۔ ② پہچان۔ ③ توڑنا۔ ④ بادل۔ ⑤ سوجن، پھولنا۔ ⑥ جدائی۔

فضائل درود شریف — ۷۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل اعمال

جلد اول

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

① حکایات صحابہؓ ② فضائل نماز ③ فضائل تبلیغ ④ فضائل ذکر ⑤ فضائل قرآن مجید ⑥ فضائل رمضان شریف ⑦ مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج ⑧ فضائل درود شریف

پہلا ایڈیشن

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ماہ فروری ۲۰۱۲ء

مرتب	Compiler
چیریٹیبل ٹرسٹ	AHEM Charitable Trust

Contact : Idara-e-DEENIYAT, Opp. Maharashtra College, Bellasis Road, Mumbai Central, Mumbai - 4000 08
Tel. : 022 - 23051111 • Fax : 022 - 23051144
Website : www.deeniyat.com • E-mail : info@deeniyat.com

لہٰذا اس میں الٹا یہ لکھا ہے کہ اس لڑکے نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی ہے، جو کہ خالص توحید ہے۔

اپنی طرف سے جھوٹ بول کر حضرت شیخ زکریا صاحبؒ پر الزام لگانے میں توصیف الرحمٰن کو شرم آنی چاہیے۔

آخر غیر مقلدین کے علماء، اپنی عوام کو ایسا دھوکہ کیوں دیتے ہیں؟ پتہ نہیں قیامت کے دن وہ اللہ کو کیا جواب (دیں گے)؟

پس، ایسے جھوٹے مقرروں کے شر اور دھوکہ سے اللہ تعالیٰ ہماری اور ساری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

سوال:

غیر مقلد اہل حدیث حضرات کے محدث، حافظ عبد المنان نورپوری صاحب کہتے ہیں کہ:

امام بخاریؒ چھوٹے ہی تھے کہ ان کی آنکھ جاتی رہی، ان کی والدہ نے بہت دعاء کی، کہ بچہ کی بینائی واپس آجائے، چنانچہ ایک دفعہ خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے والدہ کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس کر دی ہے، صبح ہوئی تو دیکھا کہ بینائی لوٹی ہوئی ہے۔ **(مرعاۃ البخاری: صفحہ ۱۷۱)** اسکین ملاحظہ فرمائے

مرآۃ البخاری — ۱۷۱ — الامام البخاری

والدہ نے ان کی تربیت کی غنجار نے تاریخ بخارا میں اور لالکائی نے شرح السنہ میں لکھا ہے

ان محمد بن اسماعیل ذهبت عيناه في صغره فرأت والدته الخليل ابراهيم في المنام فقال لها يا هذه قد رد الله على ابنك بصره بكثرة دعائك قال فاصبح وقد رد الله عليه بصره

"کہ امام بخاری چھوٹے ہی تھے۔ کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ ان کی والدہ نے بہت دعائیں کیں۔ کہ بچے کی بینائی واپس آجائے۔ چنانچہ ایک دفعہ خواب میں والدہ نے ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھا تو انہوں نے والدہ کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس کردی ہے"
صبح ہوئی تو دیکھا کہ بینائی لوٹی ہوئی ہے۔(۱)

امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں ابھی قرآن حفظ کرنے میں تھا کہ مجھے حفظ حدیث کا الہام ہوگیا تھا "الهمت حفظ الحديث وانا في الكتاب"(۲) پھر میں کتب سے فارغ ہوگیا۔ اس وقت میری عمر تقریباً دس سال تھی۔ قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور کچھ ابتدائی کتابیں پڑھ لیں تھیں۔ پھر میں نے مختلف اساتذہ کے پاس آنا جانا شروع کیا (۳)
امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام داخلی کے پاس گیا۔ تو وہ لوگوں کے سامنے حدیث بیان کررہے تھے۔ اس دوران انہوں نے ایک سند پڑھی۔
"سفيان عن أبي الزبير عن ابراهيم فقلت له يا أبا فلان ان

(۱) يقول سمعت شيخي يقول: ذهبت عينا محمد بن اسماعيل في صغره فرأت والدته في المنام ابراهيم الخليل عليه السلام فقال لها: ياهذه قد رد الله على ابنك بصره لكثرة بكائك أو لكثرة دعائك قال فاصبح وقد رد الله عليه بصره (تاريخ بغداد ص ۱۰ ج ۲ ورواه في مقدمة فتح الباري ص ۴۷۸)
(۲) مقدمة فتح الباري ص ۴۷۸
(۳) فجعلت اختلف الى الداخلي وغيره فقال يوما فيما يقرأ للناس سفيان عن أبي الزبير عن ابراهيم فقلت يا أبافلان ان ابا الزبير لم يرو عن ابراهيم فانتهرني فقلت له ارجع الى الأصل ان كان عندك (مقدمة فتح الباري ص ۴۷۹)
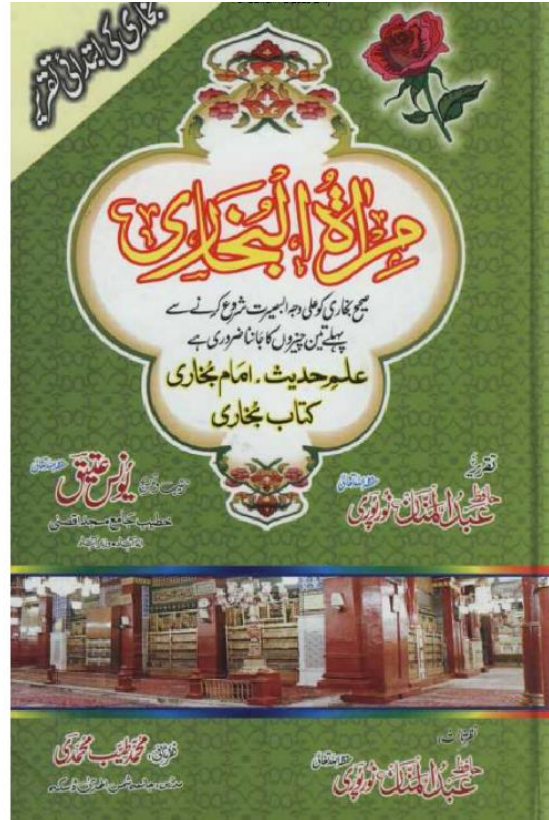
اس واقعہ کو شیخ عبد السلام مبارک پوری غیر مقلد نے بھی **سیرۃ البخاری: صفحہ ۵۴** پر لکھا ہے۔

اسکین:

مولانا عبدالسلام مبارکپوری

تعلیق وتخریج: ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالعظیم بستوی

نشریات

۴۰ اُردو بازار، لاہور۔فون: ۴۵۸۹۴۱۹ـ۰۳۲۱

خاص تھا۔ امام بخاری کی آنکھیں صغیر سنی میں خراب ہوگئی تھیں۔ بصارت جاتی رہی۔ اطباء علاج سے عاجز آ گئے۔ امام بخاری کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمار ہے ہیں:

"اے خاتون! اللہ تعالیٰ نے تمہارے رونے اور دعا کرنے سے تمہارے بیٹے کی آنکھیں درست کر دیں"۔

وہ کہتی ہیں کہ جس شب کو میں نے خواب دیکھا، اسی کی صبح کو میرے بیٹے (محمد) کی آنکھیں درست ہوگئیں، روشنی پلٹ آئی اور وہ بینا ہو گئے۔ ❶

افسوس بینائی جانے کی کیفیت اور اس کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ لیکن بعد پلٹنے کے اس بینائی کی قوت اس درجہ کو پہنچی کہ چاندنی راتوں میں تاریخ کبیر کا مسودہ لکھا۔ ابو علی غسانی کے الفاظ یہ ہیں: "کان محمد بن اسمٰعیل قد ذهب بصره في صِباه و كانت له والدة متعبدة فرأت ابراهيم خليل الرحمٰن صلوات الله عليه في المنام فقال لها: ان الله تبارك و تعالى قدرد بصر ابنك بكثرة دعائك و بكائك، قالت: فاصبحت و قدرد الله عليه بصره". ❷

← امام بخاری) کی وفات کے بعد ان کا بیٹا محمد ابو عبداللہ یتیمی کی حالت میں ہی ماں کی گود میں جوان ہوا۔ ان کی ماں نے انہیں ایک معلم کے سپرد کر دیا حتیٰ کہ ان کی عمر دس سال ہوگئی۔ (تحفة الاخباری ص ۱۸۰)۔

❶ کرامات الاولیاء کے عنوان سے اللالکائی نے اسے شرح السنة میں ذکر کیا ہے ص ۲۴۷، حدیث: ۲۲۹۔ اور اسی واسطے سے ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں ۳۹۲/۱۲، ابن ناصر الدین نے تحفة الاخباری میں ص ۱۷۹ اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ میں غنجار سے نقل کرتے ہوئے بخاری اور لالکائی کی تاریخ میں بھی ذکر کیا ہے ص ۴۷۸ اور تغلیق التعلیق ۳۸۸/۵۔
تاریخ بغداد ۱۰/۲ میں خطیب بغدادی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور اسی واسطے سے ابن ابی یعلیٰ نے طبقات الحنابلہ میں ۲۷۴/۱ اور تهذيب الكمال میں مزی نے ۴۴۵/۲۴۔
اور دیکھیے: سبکی کی طبقات الشافعیہ ۲۱۶/۲، تحفة الاخباری ص ۱۷۹، ۱۸۰ اور تغلیق التعلیق ۳۸۸/۵۔

❷ تقييد المهمل للغسانی (۱/۱۶/ب) اور اسامی شیوخ البخاری للصغانی ص ۳ قدرے اختصار سے اور دیکھیے: طبقات الشافعیة للسبکی ۲۱۶/۲۔ علامہ سبکی کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری کی بینائی دوبارہ جاتی رہی تھی۔ ایک بار بچپن میں جس کا ذکر عموماً مؤرخین امام بخاری کی والدہ کے تذکرہ میں ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ دوسری بار طالب علمی کے سفر میں جب ان کو دھوپ اور شدت گرمی میں اکثر سفر کرنے کے اتفاقات پیش آئے۔ چنانچہ اسی طالب علمی کے زمانہ میں جب وہ خراسان پہنچے تو کسی نے یہ تدبیر بتائی کہ سر کے بال منڈوا کر سر پر گل خطمی کا ضماد لگائیں۔ یہ تدبیر کارآمد ہوئی اور بینائی پلٹ آئی۔
ذہبی نے بھی سیر اعلام النبلاء میں اس کا ذکر کیا ہے جو کہ غنجار کے واسطے اور ان کی سند سے بخاری سے ذکر کیا ہے (۴۵۲/۱۲)، ابن حجر نے تغلیق التعلیق میں ایک دوسری روایت بیان کی ہے جو اس کی تائید کرتی ہے۔ (۳۸۸/۵)۔
علاوہ ازیں امام بخاری کی والدہ محترمہ کی فضیلت اور ان کی بلند ہمتی، عزیمت اور امام بخاری کی اچھی تربیت میں ان کی رغبت کا حال بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر علمی تربیت انھوں نے فرمائی حتیٰ کہ دس سال کی عمر تک انہیں مدرسہ میں داخل کیے رکھا۔ ابن ناصر الدین لکھتے ہیں کہ جب ان کے والد وفات پا گئے تو ابو عبداللہ نے بحالت یتیمی اپنی ماں کی گود میں پرورش پائی۔ پھر ان کی ماں نے انہیں اہل مدرسہ ←

اہم نکتہ:

غیر مقلدین فضائل اعمال کے اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اس عورت کو کیسے دیکھا، کیسے ہاتھ پھیرا، حالانکہ نبی ﷺ تو باحیاء و پاکدامن تھے، نبی ﷺ کسی عورت کی طرف دیکھتے بھی نہیں تھے، پھر کیا یہ نبی ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ آپ کے اہل حدیث علماء نے امام بخاریؒ کے متعلق یہ جو واقعہ لکھا ہے کہ انکی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور ابراہیم علیہ السلام نے ان سے گفتگو فرمائی ہے۔

کیا آپ کی ذہنیت واصول کے مطابق یہ ابراہیم علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں؟ کیا ہر نبی باحیاء و پاک دامن نہیں ہوتے؟

اگر کوئی ہم سے یہ کہے کہ امام بخاریؒ کی والدہ کا یہ واقعہ خواب کا ہے اور خواب پر کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگتا، تو ہم بھی کہتے ہیں کہ فضائل اعمال میں موجود عورت پر ہاتھ پھیرنے والا واقعہ بھی خواب ہی کے متعلق ہے (جیسا کہ تفصیل گزر چکی)، اس پر بھی کوئی شرعی فتویٰ نہیں لگ سکتا۔

لیکن کوئی اندھا غیر مقلد پھر بھی نہ مانے، تو ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے ان دونوں مولویوں پر شرعی فتویٰ کیا ہو گا؟

کیا یہ لوگ ایسے واقعات اپنی کتابوں میں لکھنے کے بعد، جو کہ آپ کی ذہنیت کے مطابق گستاخی اور بے ادبی ہیں، مومن باقی ہیں؟

نیز اس واقعہ میں ذکر ہے کہ ابراہیم ﷺ نے امام بخاریؒ کی والدہؒ کو خبر دی کہ "اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس کر دی" جب کہ ابراہیم علیہ السلام وفات پا چکے ہیں، تو ان کو دنیا میں موجود لوگوں کے حالات کیسے معلوم ہو گئے؟

آپ کی سوچ و فکر کے مطابق، کہیں اس واقعہ میں علم غیب کی بو تو نہیں آ رہی ہے؟

اس پر بھی کوئی تبصرہ اور نظرِ عنایت فرمایئے، اور کچھ فتویٰ لگایئے!

آخری بات:

فضائل میں ایسی روایت کو پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ بات خود اہل حدیث حضرات نے کہی ہے چنانچہ اہل حدیث عالم ابو صہیب داؤد ارشد صاحب لکھتے ہیں کہ " ضعیف حدیث فضائل میں چل سکتی ہے"۔ **(دین الحق: جلد ا: صفحہ ۵۳)**

اسی طرح غیر مقلد عالم بدیع الدین شاہ راشدی صاحب لکھتے ہیں کہ " ضعیف روایت فضائل و ترغیب میں معتبر ہے"۔ **(نماز میں زور سے ربنا لک الحمد کہنا: صفحہ ۴۰)**

لہٰذا جب خود غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایت فضائل میں معتبر ہے۔

تو حضرت شیخ الحدیثؒ اور ائمہ محدثین کا اس روایت کو ذکر کر کے، یہ ترغیب دلانا کہ: اگر کوئی بندہ درود کا اہتمام کرے، اور پھر اللہ سے دعاء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں ضرور قبول فرمائیں گے۔

اس میں کیا اعتراض باقی رہتا ہے۔

پس، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نادان و جاہل علماء جن سے دین و دنیا میں خسارہ ہو، یعنی علماء سو (اہل باطل)، سے ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بہشتی زیور میں موجود "**وطی بالشبهة**" کے مسئلہ پر اعتراض اور اس کا جواب۔

- **مفتی ابن اسماعیل المدنی**
- **مولانا عبد الرحیم قاسمی**

کچھ فقہی اصطلاحات:

حد:

شریعت میں مقررہ سزاؤں کو 'حد' کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ گناہوں سے رکاوٹ کا ذریعہ ہیں۔

'**حد**' کی فقہی تعریف میں، فقہاء کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے:

حنفیہ کے یہاں 'حد' کی تعریف یہ ہے: "عقوبة مقدرة واجبة حقاً لله تعالىٰ" یعنی وہ مقررہ سزائیں جو اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر دی جاتی ہیں۔

جن جرائم کی سزائیں مقرر نہیں کی گئی ہیں بلکہ امیر و قاضی وغیرہ کی صوابدید پر رکھی گئی ہیں، وہ فقہ کی اصطلاح میں '**حد**' نہیں، بلکہ '**تعزیر**' ہیں۔

وہ سزائیں جو مقرر تو شریعت کی طرف سے کی گئی ہیں، مگر ان کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے، انسان چاہے تو معاف کر دے یا کسی معاوضہ پر صلح کر لے، مثلاً قصاص، یہ حنفیہ کی تعریف کے مطابق 'حد' نہیں ہے۔

اس طرح احناف کے یہاں حدود پانچ ہیں:

حد زنا، حد سرقہ (چوری) حد قذف (بہتان) حد شرب (انگوری شراب) حد سکر (دوسری نشہ آور اشیاء)۔
(قاموس الفقہ: جلد ۳: صفحہ ۲۱۹، عن البدائع الصنائع)

تعزیر:

فقہ کی اصطلاح میں تعزیر ان جرائم پر دی جانے والی سزاؤں کو کہتے ہیں، جن جرائم کے لئے کتاب وسنت میں سزائیں مقرر نہ ہوں۔

گناہ تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) ایک وہ جن کی شریعت میں ایک مقرر اور لازمی سزا 'حد' متعین کر دی ہے، جیسے زنا، چوری، شراب نوشی۔

(۲) وہ گناہ جن پر شریعت نے کوئی 'حد' تو متعین نہیں کی، لیکن کفارہ متعین کیا ہے، جیسے رمضان میں بلا عذر قصداً روزہ توڑ دینا، قسم کھا کر اسے پورا نہ کرنا، وغیرہ۔

(۳) وہ گناہ جن کے لئے نہ 'حد' مقرر ہے، نہ ان پر 'کفارہ' ہے، یہی وہ جرائم اور گناہ ہیں، جن پر حاکم و قاضی اپنی صوابدید سے سزا مقرر کرتے ہیں، ان کو فقہ کی اصلاح میں 'تعزیر' کہتے ہیں۔

تعزیر کا ثبوت:

'تعزیر' کی اجازت خود قرآن کریم سے ثابت ہے، قرآن کریم میں نافرمان بیوی کو مناسب سزا دینے کی اجازت دی گئی ہے: فعظوهن واهجروهن في المضاجع واضربوهن۔(النساء:۳۴)

حدیث شریف میں بھی تعزیر کا ثبوت ہے، جیسے مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کے سامان کو جلا ڈالنے اور اس کو پیٹنے کا حکم دیا گیا ہے۔

تعزیراً قتل کی سزا:

بڑے جرائم کی صورت میں فقہاء نے قتل تک کی اجازت دی ہے۔**(قاموس الفقہ، تحت عنوان 'تعزیر')**

احادیث شریفہ میں، قاتل، زانئ محصن، اور مرتد کے علاوہ بھی، تقریباً ۱۰ ایسے جرائم کا ذکر ہے، جن میں مجرم کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے لوطی، محرم سے نکاح کرنے والا، جادوگر، جانور سے وطی کرنے والا، نماز چھوڑنے والا، شراب پینے کے جرم میں چوتھی یا پانچویں مرتبہ پکڑا جانے والا، (ایک شخص کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت ہو جانے کے بعد) خلافت کا دوسرا دعوے دار، مسلمان پر ہتھیار اٹھانے والا، غیر مسلموں کیلئے جاسوسی کرنے والا مسلمان، جو اپنے باپ پر ہاتھ اٹھائے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: **(کشف اللثام شرح عمدۃ الاحکام: جلد ۶: صفحہ ۷۷ تا ۸۶)**

شبہ:

کوئی چیز ثابت نہ ہو لیکن ثابت شدہ کیطرح ہو اسے فقہ کی اصطلاح میں 'شبہ' کہتے ہیں۔ **(قاموس الفقہ: ۱۷۹/۴)**

اعتراض:

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ **(م ۱۳۶۲ھ)** نے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ غیر عورت کو اپنی بی بی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کرلی، پھر معلوم ہوا کہ یہ بی بی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہو گا۔۔۔۔اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے، یہ بچہ حرامی نہیں، اس کا نسب ٹھیک ہے، جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے۔ **(اختری بہشتی زیور: چوتھا حصہ: ص ۶۲)**

اس پر غیر مقلدین کے معراج ربانی صاحب کہتے ہیں کہ غیر عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کرلی، وہی روزے والا معاملہ، بھول کر صحبت کرلی اپنی بیوی سے، یہاں کسی غیر عورت سے دھوکہ سے صحبت کرلی، پھر مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں وہی پھر کہوں گا کہ یہ آدمی کیسے، کوئی جانور ہے، حیوان ہے کہ جس کی بکری ہو گھوڑی ہو جہاں چاہے منہ مارے یہ کونسی تعلیم ہے، اور کہتے ہیں دھوکہ سے صحبت کرلی، پھر معلوم ہوا کہ یہ اس کی بیوی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت میں بیٹھنا ہو گا، جب تک عدت ختم نہ ہو چکے اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے، نہیں تو دونوں پر گناہ ہو گا، اس کی عدت بھی یہی ہے جو ابھی بیان ہوئی، اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے

اور یہ بچہ حرامی نہیں، اس کا نسب ٹھیک ہے، جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے، بس خلاّس کوکھ اور گود لینے کا۔[4]

اسی طرح ایک اور غیر مقلد سید وقار علی شاہ نے بھی اس مسئلہ کو بہشتی زیور کا خود ساختہ اسلام قرار دیتے ہوئے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔**(بہشتی زیور کا خود ساختہ اسلام: ص۳۵)**

الجواب:

بڑے افسوس اور تعجب کے ساتھ عرض ہے کہ غیر مقلدین، اہل حدیث اپنے آپ کو کتاب وسنت اور اسلاف کے فہم کا پابند بتاتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دیگر مسائل کی طرح، انہیں اس مسئلہ میں بھی نہ انہیں قرآن وحدیث کا پتہ نہ اسلاف کا۔

جی ہاں! آپ نے صحیح پڑھا ہے، اہل حدیث حضرات کو صرف حضرت تھانویؒ پر اعتراض کرنا تھا، اس لئے انہوں نے بغیر مسئلہ کی تحقیق کئے، اعتراض کر دیا اور کتاب وسنت سے جہالت یا اپنے تعصب کا ثبوت دیا ہے۔

خیر اس مسئلہ میں مرد اور عورت پر زنا کی تہمت اس لئے نہیں لگائی ہے کیونکہ ان کا یہ عمل غلطی اور شبہ (غیر کو اپنی بیوی سمجھنے) کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔

احادیث شریفہ، اسلافِ امت اور اجماع امت کے مطابق[**شبہ کی وجہ سے درءِ حد**]یعنی شبہ کے پائے جانے کی وجہ سے حد، ساقط ہو جاتی ہے، اس کے دلائل درجِ ذیل ہے:

حدیث نمبر۱:

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رضي الله عنهما - قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ - رضي الله عنه - بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ، فَاسْتَشَارَ فِيهَا أُنَاسًا فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ , فَمُرَّ بِهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ - رضي الله عنه - فَقَالَ:

[4] https://archive.org/details/VID20181010WA0000

مَا شَأْنُ هَذِهِ؟ , قَالُوا: مَجْنُونَةُ بَنِي فُلَانٍ زَنَتْ , فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ , قَالَ: فَقَالَ: ارْجِعُوا بِهَا , ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ , أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ: " رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ: عَنْ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنْ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ قَالَ: بَلَى, قَالَ: فَمَا بَالُ هَذِهِ تُرْجَمُ؟ إِنَّ هَذِهِ مَعْتُوهَةُ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: لَا شَيْءَ, قَالَ: فَأَرْسِلْهَا فَأَرْسَلَهَا قَالَ: فَجَعَلَ عُمَرُ يُكَبِّرُ۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمرؓ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی، جس نے زنا کیا تھا، آپ نے اس کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا، پھر حضرت عمرؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا، تو اس کا گزر حضرت علیؓ کے پاس سے ہوا، آپ نے پوچھا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ کہا گیا: یہ فلاں قبیلہ کی مجنونہ عورت ہے، اس نے زنا کیا ہے، اس لئے حضرت عمرؓ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا: اسے واپس لے جاؤ، پھر آپ خود بھی تشریف لائے اور کہا: امیر المؤمنین! کیا آپکو پتہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا، سونے والے سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، اور بچہ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور پاگل سے یہاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے، (تو حضرت عمرؓ نے) فرمایا: ہاں کیوں نہیں، (حضرت علیؓ نے) فرمایا: تو پھر اسے کیوں رجم کیا جارہا ہے، یہ فلاں قبیلہ کی مجنونہ ہے، (حضرت عمرؓ نے) فرمایا: کچھ نہیں، (حضرت علیؓ نے) فرمایا: تو پھر اسے چھوڑ دیجئے، پس (حضرت عمرؓ نے) اسے چھوڑ دیا، (راوی) کہتے ہیں: پھر حضرت عمرؓ اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنے لگے۔

حدیث نمبر ۲ :

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ - رضي الله عنه – قَالَ : أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رضي الله عنه - بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالُوا: بَغَتْ قَالَتْ : إِنِّي كُنْتُ نَائِمَةً , فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِرَجُلٍ رَمَى فِيَّ مِثْلَ الشِّهَابِ , فَقَالَ عُمَرُ - رضي الله عنه -: يَمَانِيَةٌ نَئومَةٌ شَابَّةٌ , فَخَلَّى عَنْهَا وَمَتَّعَهَا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ کے پاس ایک یمنی عورت کو لایا گیا، لوگوں نے کہا: اس نے زنا کیا ہے، اس عورت نے کہا: میں سو رہی تھی، میں اس وقت بیدار ہوئی جب ایک آدمی نے انگارے کی طرح میرے اندر

پھینک دیا، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: یمن کی رہنے والی، گہری نیند سونے والی، جوان عورت ہے، پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا، اور اسے کچھ سامان وغیرہ بھی دیا۔

حدیث نمبر ۳ :

وَعَنْ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ قَالَ: إِنَّا لَبِمَكَّةَ , إِذْ نَحْنُ بِامْرَأَةٍ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا النَّاسُ حَتَّى كَادَ أَنْ يَقْتُلُوهَا , وَهُمْ يَقُولُونَ: زَنَتْ، زَنَتْ، فَأُتِيَ بِهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رضي الله عنه - وَهِيَ حُبْلَى , وَجَاءَ مَعَهَا قَوْمُهَا , فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا بِخَيْرٍ، فَقَالَ عُمَرُ: أَخْبِرِينِي عَنْ أَمْرِكِ , قَالَتْ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ , كُنْتُ امْرَأَةً أُصِيبُ مِنْ هَذَا اللَّيْلِ، فَصَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ نِمْتُ، فَقُمْتُ وَرَجُلٌ بَيْنَ رِجْلَيَّ) وفي رواية: (فَوَاللهِ مَا أَيْقَظَنِي إِلَّا الرَّجُلُ قَدْ رَكِبَنِي , فَرَأَيْتهُ مُقْفِيًا مَا أَدْرِي مَنْ هُوَ مِنْ خَلْقِ اللهِ , فَقَالَ عُمَرُ - رضي الله عنه -: لَوْ قُتِلَتْ هَذِهِ خَشِيتُ عَلَى الأَخْشَبَيْنِ النَّارَ) وفي رواية: (لَوْ قُتِلَتْ هَذِهِ مَنْ بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ لَعَذَّبَهُمُ اللهُ , فَخَلَّى سَبِيلَهَا) (ثُمَّ كَتَبَ إِلَى الأَمْصَارِ:) أَنْ لَا تَقْتُلُوا أَحَدًا إِلَّا بِإِذْنِي۔

حضرت نزال بن سبرۃؓ فرماتے ہیں کہ: ہم مکہ میں تھے، ہم نے دیکھا کہ لوگ ایک عورت کے اوپر جمع ہیں، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ اسکو قتل کر دیتے، وہ کہہ رہے تھے، اس نے زنا کیا، اس نے زنا کیا، اسے حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا، وہ حاملہ تھی، اس کے ساتھ اس کی قوم کے لوگ بھی آئے، جنہوں نے اس کے بارے میں خیر کی بات کہی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے معاملہ کے بارے میں بتاؤ، اس عورت نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں تہجد کی نماز پڑھنے والی عورت ہوں، ایک رات میں نے نماز پڑھی پھر سو گئی، جب میں بیدار ہوئی تو ایک آدمی میری ٹانگوں کے درمیان تھا، اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے کہ: اللہ کی قسم میں اس وقت بیدار ہوئی جب ایک آدمی مجھ پر سوار ہو گیا تھا، تو میں نے اسے پلٹ کر جاتے ہوئے دیکھا، مجھے نہیں معلوم اللہ کی مخلوق میں سے وہ کون تھا، عمرؓ نے فرمایا اگر اس کو قتل کیا گیا تو مجھے دونوں پہاڑوں کے درمیان آگ بھر جانے کا ڈر ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر یہ عورت دو پہاڑوں کے درمیان قتل کی گئی تو اللہ تعالیٰ ان (سب) کو عذاب دے گا، آپ نے اسے چھوڑ دیا، اور آپ نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہ کیا جائے۔

حدیث نمبر ۴ :

وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ - رضي الله عنه - بِامْرَأَةٍ جَهَدَهَا الْعَطَشُ، فَمَرَّتْ عَلَى رَاعٍ فَاسْتَسْقَتْ، فَأَبَى أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا أَنْ تُمَكِّنَهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَفَعَلَتْ، فَشَاوَرَ النَّاسَ فِي رَجْمِهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ - رضي الله عنه -: هَذِهِ مُضْطَرَّةٌ، أَرَى أَنْ تُخَلِّيَ سَبِيلَهَا , فَفَعَلَ.

ابو عبد الرحمن السلمیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی، جسے بہت سخت پیاس لگی تھی، ایک چرواہے کے پاس سے اس کا گزر ہوا، اس عورت نے اس سے پانی مانگا، تو اس چرواہے نے پانی دینے سے انکار کیا یہاں تک کہ وہ عورت اسے اپنے اوپر قابو دیدے، اس عورت نے ایسا ہی کیا، (حضرت عمرؓ نے) اسے رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عورت مضطر (سخت ضرورت مند) تھی، میری رائے ہے کہ آپ اسے چھوڑ دیں، پس حضرت عمرؓ نے ایسا ہی کیا۔

حدیث نمبر ۵ :

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - رضي الله عنه - قَالَ: ادْرَءُوا الْجَلْدَ وَالْقَتْلَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کوڑے اور قتل (کی سزا) کو مسلمانوں سے جتنا ہو سکے دفع کرو۔

ان پانچوں روایتوں کو عرب محققِ حدیث 'صہیب عبد الجبار' نے اپنی کتاب 'الجامع الصحیح للسنن والمسانید' میں 'شبہ کی وجہ سے حد ساقط' ہو جانے کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔

اور حاشیہ میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ شیخ البانیؒ نے ان روایتوں میں سے نمبر: (۲)(۳) اور (۴) کو صحیح، اور (۱) اور (۵) کو حسن کہا ہے۔

دیکھئے: **(الجامع الصحیح للسنن والمسانید: جلد ۳۷: صفحہ ۲۴۰ تا ۲۴۵)**

نوٹ:

ہم نے یہاں پر صرف چند ہی روایتوں کو نقل کیا ہے جن پر کوئی کلام نہیں، اس کے علاوہ بھی اس باب میں کئی مرفوع و موقوف روایتیں اور آثارِ تابعین ہیں، جنہیں امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ میں اور امام ابن ابی شیبہؒ نے مصنف میں اسی عنوان کے تحت نقل کیا ہے، ان میں سے بعض پر کلام ہے، مگر مجموعہ سے وہ حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں۔

اس کو مزید تقویت اجماع سے بھی ملتی ہے، اس لئے کہ اس مسئلہ پر علماء امت کا اجماع ہے۔

چنانچہ امام ابن المنذرؒ (م ۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

"وأجمعوا علی أن درء الحد بالشبهات" یعنی: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ شبہات کی وجہ سے حد کو ہٹا دیا جائے گا۔ **(الاجماع لابن المنذر: صفحہ: ۱۶۲، رقم ۷۰۲)**

امام ابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) نے باب باندھا: **"دفع الحدود بالشبهات"۔ (ابن ماجہ: ۲/ ۸۵۰)**، امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) نے کہا **"في درء الحدود بالشبهات"۔ (مصنف: ج۱۴: ص ۴۵۲)**، امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے باب باندھا **"ادرءوا الحدود بالشبهات"۔ (معرفۃ السنن: ج۱۲: ص۳۲۳)**

امام خطابیؒ (م ۳۸۸ھ) نے کہا: **"الحدود تدرأ بالشبهات"** حد شبہات کے ذریعے دور ہوتی ہے۔ **(معالم: ۳/ ۳۱۰)** امام بن بطالؒ (م ۴۴۹ھ) بھی یہی کہتے ہیں کہ **"لأن الحدود تدرأ بالشبهات"۔ (شرح ابن بطال: ج۵: ص ۳۰۶)**، یہی بات امام ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) **(مسند الفاروق: ج۲: ص ۳۷۰)**، امام ابن عبد البرؒ (م ۴۶۳ھ) **(التمہید: ۱۵/ ۳۴)**، امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) **(شرح مسلم للنووی: ج۱۱: ص ۱۹۲)**، امام سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ) **(شرح ابن ماجہ للسیوطی: ۱۸۴)**، قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) **(اکمال المعلم: ج۵: ص۵۱۷)** امام ابن الاثیرؒ (م ۶۰۶ھ) **(الشافی لابن الاثیر: ج۵: ص ۲۸۲)** امام ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) **(التوضیح لابن الملقن: ج۲۵: ص ۴۲۹)** وغیرہ نے بھی کہی ہے۔

آیئے، اس حدیث[ادرؤوا الحدود بالشبہات] کا درجہ، اور اس کی وضاحت، ہم غیر مقلدین کے نزدیک معتبر ترین عالم شیخ عبد العزیز ابن بازؒ کے کلام سے پیش کرتے ہیں:

ما صحة حديث: «ادرءوا الحدود بالشبهات»

س: هل يرى سماحتكم صحة حديث: «ادرءوا الحدود بالشبهات»

ج: الحديث له طرق فيها ضعف لكن مجموعها يشد بعضه بعضا، ويكون من باب الحسن لغيره، ولهذا احتج بها العلماء على درء الحدود بالشبهات.

ترجمہ:

عنوان:

حدیث (شبہات کی وجہ سے حدوں کو ہٹاؤ) صحیح ہے یا نہیں۔

سوال:

(شبہات کی وجہ سے حدوں کو ہٹاؤ) اس حدیث کی صحت کے بارے میں آنجناب کی کیا رائے ہے؟

جواب:

اس حدیث کی کئی سندیں ہیں، جن میں ضعف ہے، لیکن ان کا مجموعہ ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتا ہے، تو وہ حسن لغیرہ کے درجہ میں ہوں گی، اسی وجہ سے علماء نے ان سے، شبہات کی وجہ سے سقوطِ حدود پر استدلال کیا ہے۔ **(مجموعہ فتاویٰ ابن بازؒ: جلد ۲۵: صفحہ ۲۶۳)**

اسی طرح ایک اور فتوی ملاحظہ فرمائیے:

شرح حديث: «ادرءوا الحدود بالشبهات»

س: في مسند أبي حنيفة للحارثي حديث رواه عبد الله بن عباس عن الرسول صلى الله عليه وسلم «ادرءوا الحدود بالشبهات» أرجو أن تتفضلوا بشرح هذا الحديث؟ جزاكم الله خيرا

ج: الحمد لله، لقد جاء في هذا الباب عدة أحاديث في أسانيدها مقال، لكن يشد بعضها بعضا، منها الحديث الذي ذكر السائل: «ادرءوا الحدود بالشبهات». وفي الآخر: «ادرءوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم». والمعنى: أن الواجب على ولاة الأمور من العلماء والأمراء أن يدرءوا الحدود بالشبهة التي توجب الشك في ثبوت الحد، فإذا لم يثبت عند الحاكم الحد ثبوتا واضحاً لا شبهة فيه فإنه لا يقيمه، ويكتفي بما يردع عن الجريمة من أنواع التعزير، ولا يقام الحد الواجب كالرجم في حق الزاني المحصن، وكالجلد مائة جلدة في حق الزاني البكر، وبقطع اليد في حق السارق لا يقام إلا بعد ثبوت ذلك ثبوتا لا شبهة فيه ولا شك فيه بشاهدين عدلين لا شبهة فيهما، فيما يتعلق بالسرقة وبأربعة شهود عدول فيما يتعلق بحد الزنا، وهكذا بقية الحدود، فالواجب على ولاة الأمر أن يعتنوا بذلك وأن يدرءوا الحد بالشبهة التي توجب الريبة والشك في الثبوت.

ترجمہ:

عنوان:

شبہات کی وجہ سے حدود کو ہٹاؤ، اس حدیث کی شرح۔

سوال:

مسند امام ابو حنیفہ للحارثی میں حدیث ہے، جسے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے حضرت نبی کریم ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ شبہات کی وجہ سے حدود کو ہٹاؤ، التماس ہے کہ مہربانی فرما کر اسکی تشریح فرمادیں۔ جزاکم اللہ خیرا۔

جواب:

الحمد للہ۔

اس باب میں بہت سی حدیثیں ہیں ، جن کی سندوں پر کلام ہے ، لیکن ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں ، جن میں وہ حدیث بھی ہے جسے سائل نے ذکر کیا کہ شبھات کی وجہ سے حدود کو ہٹاؤ، دوسری حدیث میں (یہ الفاظ ہیں): جتنا تم سے ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو ہٹاؤ۔

اور (اس کا) معنی یہ ہے کہ: علماء اور امراء میں سے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ حدوں کو ہٹا دیں، ایسے شبہ کی وجہ سے جو حد کے ثابت ہونے میں شک کو لازم کر دے، پس حاکم اس وقت تک حد قائم نہ کرے، جب تک کہ حد بالکل واضح طور پر، بغیر کسی شبہ کے ثابت نہ ہو جائے، اور مختلف قسم کی تعزیروں پر اکتفاء کرے جو جرم سے باز رکھیں، لیکن اس پر وہ حد قائم نہ کرے، جو اس جرم کی ہونی چاہیے ، جیسے شادی شدہ زانی کو رجم ، کنوارے زانی کو سو کوڑے ، چور کے ہاتھ کاٹنا، (یہ حدیں) اس وقت تک قائم نہیں کی جائیں گی ، جب تک ان کا ثبوت بغیر کسی شبہ کے نہ ہو جائے ، چوری سے متعلق (معاملہ) میں دو عادل گواہوں کے ذریعہ جن میں کوئی شبہ نہ ہو ، اور زنا سے متعلق (معاملہ) میں چار عادل گواہوں کے ذریعہ ، اسی طرح بقیہ حدود میں ، پس ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ اسکا اہتمام کریں اور حد کو دفع کریں ایسے شبہ کے پائے جانے پر، جس کی وجہ سے (حد کے) ثابت ہونے میں شک وشبہ لازم آتا ہو۔ **(مجموعہ فتاویٰ ابن بازؒ: جلد ۲۵: صفحہ ۲۶۴)**[5]

---

[5] **حنفیہ کے نزدیک 'شبہ ' کی قسمیں، ان کی تعریف، حکم اور مثال:**

عند الحنفیہ 'شبہ ' کی تین قسمیں ہیں:

(ا) شبہ فی المحل۔

تعریف:

جس حرام کام کا ارتکاب کیا گیا ہے، اس کی حرمت کی نفی کرنے والی بھی کوئی دلیل موجود ہو۔

اس کا حکم:

اس صورت میں اگرچہ مجرم اس کی حرمت کا گمان رکھتا ہو پھر بھی اس پر 'حد' واجب نہیں ہو گی اگر حمل ٹھہر جائے تو نسب ثابت ہو گا۔

مثال:

طلاقِ بائن کی عدت میں وطی کر لی۔

(۲) شبہ فی الفعل، جسے شبہۃ الاشتباہ بھی کہتے ہیں۔

تعریف:

حقیقت میں تو حرمت کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو، مگر مجرم اپنے قصور فہم کی وجہ سے غیر دلیل کو دلیل تصور کر لے۔

اس کا حکم:

اگر حلال سمجھ کر کیا ہے تو حد نہیں آئے گی، اور اگر حرام سمجھتے ہوئے کیا ہے تو حد جاری ہو گی، اگر حمل ٹھہر جائے تو نسب ثابت نہ ہو گا۔

مثال:

طلاق مغلظہ کی عدت میں وطی کر لے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک قسم اور ہے، وہ ہے:

(۳) **شبہۃ العقد۔**

تعریف:

جس میں عقد کی ظاہری صورت اختیار کر کے اس عورت سے وطی کی جائے۔

مثال:

آیئے ہم اس کی کچھ وضاحت سلفی علماء کے فتاویٰ سے کئے دیتے ہیں:

فتاویٰ **الشبكة الاسلامية** میں ہے کہ:

هل يجب الحد في وطء المستأجرة وعلى من عقد على امرأة لا يحل له نكاحها۔

[السُّؤَالُ]

هذا أبو حنيفة النعمان بن ثابت يقول: لو أن رجلاً عقد على أُمّه عقدة النكاح، وهو يعلم أنها أُمه، ثم وطئها لسقط عنه الحدّ، ولحق به الولد . وكذلك قوله في الأخت والبنت، وكذلك سائر المحرمات، ويزعم أن هذا نكاح شبهة أوجبت سقوط الحد. ويقول: لو أن رجلاً استأجر غسالة أو خياطة أو خبازة أو غير ذلك من أصحاب الصناعات، ثم وثب عليها فوطئها وحملت منه سقط عنه الحد، ولحق به الولد . هذا في حوار موجود على النت بين المفيد الرافضي وشيخ إسماعيلي.. فهل هذا معقول ولماذا لم نرداً عليه!؟

[الفَتْوَى]

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد:

اپنی محرم عورت سے نکاح کر کے اس سے وطی کرے، یا بلا گواہ، ایجاب و قبول کر لے اور ایسی عورت سے وطی کرے۔

اس کا حکم:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگرچہ مجرم کو حرمت کا علم ہو پھر بھی اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

جبکہ صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک، اگر وہ اس کی حرمت سے واقف ہو، تو حد جاری ہو گی اور یہ شبہ غیر معتبر سمجھا جائے گا۔

نوٹ:

اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: **(قاموس الفقہ، تحت عنوان 'شبہ')**

فقد تضمن سؤالك الكلام على مسألتين:

المسألة الأولى: من عقد على امرأة لا يحل له نكاحها هل يحد أم لا؟ جاء في كتاب فتح القدير لابن الهمام وهو في الفقه الحنفي: ومن تزوج امرأة لا يحل له نكاحها فوطئها لا يجب عليه الحد عند أبي حنيفة. ولكن يوجع عقوبة إذا كان علم بذلك. وقال أبو يوسف ومحمد والشافعي: عليه الحد إذا كان عالماً بذلك، لأنه عقد لم يصادف محله فيلغو كما إذا أضيف إلى الذكور، وهذا لأن محل التصرف ما يكون محلا لحكمه، وحكمه الحل وهي من المحرمات، ولأبي حنيفة رحمه الله أن العقد صادف محله لأن محل التصرف ما يقبل مقصوده، والأنثى من بنات آدم قابلة للتوالد وهو المقصود، وكان ينبغي أن ينعقد في جميع الأحكام إلا أنه تقاعد عن إفادة حقيقة الحل فيورث الشبهة لأن الشبهة ما يشبه الثابت لا نفس الثابت، إلا أنه ارتكب جريمة وليس فيها حد مقدر فيعزر. انتهى.

وأصل هذا قاعدة عند أبي حنيفة ذكرها ابن الهمام قبل ذلك في نفس الكتاب حيث قال: ثم الشبهة عند أبي حنيفة رحمه الله تثبت بالعقد وإن كان متفقاً على تحريمه وهو عالم به، وعند الباقين لا تثبت إذا علم بتحريمه، ويظهر ذلك في نكاح المحارم على ما يأتيك إن شاء الله تعالى. انتهى.

والذي ذهب إليه الشافعي والصاحبان أبو يوسف ومحمد بن الحسن وهو وجوب الحد إن كان عالماً بالتحريم هو قول جمهور العلماء، وهو الذي عليه الفتوى عند الحنفية، قال ابن عابدين في كتاب رد المحتار وهو في الفقه الحنفي: وقالا: إن علم الحرمة حُدَّ وعليه الفتوى خلاصة، لكن المرجح في جميع الشروح قول الإمام فكان الفتوى عليه أولى قاله قاسم في تصحيحه، لكن في القهستاني عن المضمرات: على قولهما الفتوى. انتهى ... وينبغي التنبيه إلى أن الإمام أبا حنيفة لا يقول بحل هذا النكاح، وإنما الكلام في ثبوت الشبهة من عدمه كما هو واضح.

المسألة الثانية: وطء المستأجرة: وهذه المسألة لم نجد للحنفية فيها قولين، بل يجزمون بوجوب الحد على من وطيء الجارية المستخدمة، ولا يكون عقد الإجارة شبهة يدرأ بها

الحد عندهم، ففي رد المحتار: "ولا حد "بالزنا بالمستأجرة له" أي للزنا. والحق وجوب الحد كالمستأجرة للخدمة. انتهى.

وأما لحوق الولد فتابع للحد، فحيث لم يجب الحد للشبهة لحق الولد، وقد ذكرنا هذا في الفتوى رقم: 79750.

وننبه إلى أن مثل هذه المسائل الفقهية محل اجتهاد، وربما لحظ الفقيه مأخذاً معيناً جعله يذهب هذا المذهب المعين في المسألة، فلا يجوز التشنيع عليه والحديث عنه بسوء في مثل هذا، وهو على كل حال مجتهد فإن أصاب فله أجران وإن أخطأ فله أجر واحد.

والله أعلم. [تَارِيخُ الْفَتْوَى] 25 ذو القعدة 1429

ترجمہ:

عنوان:

ایسی عورت سے جسے اجرت پر لیا گیا ہو، وطی کرنے، اور ایسی عورت سے، جس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، نکاح کرنے پر، حد واجب ہو گی؟

سوال:

یہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کہتے ہیں: اگر کسی شخص نے اپنی ماں سے نکاح کیا جبکہ اسے پتہ ہے کہ وہ اسکی ماں ہے، پھر اس سے وطی کی، تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی، اور (اگر حمل ٹھہر جائے تو) بچہ کا نسب اس شخص سے ثابت ہو گا، اسی طرح ان کا بہن اور بیٹی کے بارے میں کہنا ہے، اور انکا یہی قول تمام محرمات کے بارے میں ہے، اور ان کا گمان ہے کہ یہ نکاح شبہ ہے جس کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی، اور انکا یہ (بھی) کہنا ہے کہ اگر کسی شخص نے (کپڑے) دھونے والی یا (کپڑے) سینے والی، یا کھانا پکانے والی یا کوئی اور کام کرنے والی عورت کو اجرت پر لیا، پھر اس سے جماع کر لیا، اور اسے حمل ٹھہر گیا تو اس آدمی سے حد ساقط ہے، اور بچہ کا اس سے لحوق ہو گا۔

یہ بحث نیٹ پر موجود ہے، جو مفید (نامی) شیعہ اور شیخ اسماعیلی کے درمیان ہوئی، تو کیا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے؟ اور ہم ان پر رد کیوں نہیں دیکھتے؟

فتویٰ:

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ، أما بعد:

آپ کا سوال دو مسئلوں پر مشتمل ہے:

پہلا مسئلہ:

کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح کرنا اس کیلئے حلال نہیں تھا تو اس شخص پر حد آئیگی یا نہیں؟

ابن الہمامؒ کی کتاب '**فتح القدیر**' میں، جو فقہ حنفی میں ہے، لکھا ہے کہ:

کسی نے ایسی عورت سے نکاح کیا، جس سے نکاح کرنا اسکے لئے حلال نہیں تھا، پھر اس سے وطی کی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس پر حد نہیں آئے گی، لیکن اسے دردناک سزا دی جائے گی، جبکہ اسے اس (کی حرمت) کا علم ہو، اور امام ابو یوسف، امام محمد (صاحبینؒ) اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس پر حد جاری ہوگی، جب کہ اسے اس (کی حرمت) کا علم ہو، اسلئے کہ یہ ایسا عقد ہے جو اپنے محل میں نہیں واقع ہوا، لہذا یہ لغو ہوگا، جیسے کہ اس عقد کی نسبت کسی مرد کی طرف کی جاتی (یعنی کسی مرد سے نکاح کیا جاتا، تو وہ غیر محل میں ہونے کی وجہ سے بالاتفاق لغو ہوتا، اسی طرح یہ بھی غیر محل میں ہونے کی وجہ سے لغو ہوگا) اور یہ اس لئے کہ تصرف کا محل وہ ہوتا ہے جو اس کے حکم کا محل ہو، اس کا (یعنی عقد نکاح کا) حکم (اس عورت کا) حلال ہونا ہے، جبکہ یہ عورت محرمات میں سے ہے، (جو حلال نہیں ہو سکتی، لہذا یہ عقد بھی لغو ہوا)۔

اور امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ عقد اپنے محل میں واقع ہوا ہے، اس لئے کہ تصرف کا محل وہ ہوتا ہے جو اس (تصرف) کے مقصود کو قبول کرے، اور آدم علیہ الصلاۃ و السلام کی اولاد میں سے ہر لڑکی توالد وتناسل کے قابل ہے، اور (نکاح کا اصل) مقصود یہی ہے، اور (عقد کی وجہ سے) ہونا یہ چاہیے تھا کہ وہ تمام احکام میں منعقد ہوتا مگر (یہ عقد،

عورت کے) حقیقت میں حلال ہونے سے عاجز ہے، پس اس سے شبہ پیدا ہو گیا، اسلئے کہ شبہ وہ چیز ہوتی ہے جو ثابت کے مشابہ ہو، نہ کہ حقیقت میں ثابت ہو، مگر اس نے (شرعاً) ایک سخت گناہ کا اتکاب کیا، جس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے، اس لئے اس پر تعزیر کی جائے گی۔ ابن الہمامؒ کی بات مکمل ہوئی۔

اور اس کی اصل، امام ابو حنیفہؒ کا وہ قاعدہ ہے جو ابن الہمامؒ نے اسی کتاب میں، اس (مسئلہ) سے پہلے ذکر کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک شبہ نفس عقد سے بھی ثابت ہو جائے گا، اگرچہ وہ بالاتفاق حرام ہو اور اس شخص کو اس کی حرمت کا علم بھی ہو، جب کہ باقی علماء کے نزدیک اگر اس شخص کو حرمت کا علم ہو تو شبہ ثابت نہیں ہو گا، اور اس کا اثر محارم سے نکاح کے باب میں ظاہر ہو گا، جیسا کہ آگے آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اھ

وضاحت از مرتب:

ابن الہمامؒ کے بیان کے مطابق امام صاحبؒ اور صاحبینؒ کی دلیلوں کی وضاحت:

صاحبینؒ کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی بھی کام اسی جگہ انجام دیا جاتا ہے جہاں اس کا نتیجہ اور فائدہ بر آمد ہو، لہذا عقد نکاح کا کام بھی اسی جگہ صحیح مانا جائے گا جہاں اس کا فائدہ حاصل ہو کہ وہ عورت جماع کیلئے حلال ہو جائے، مگر محرمات سے نکاح کرنے کی صورت میں یہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، یعنی وہ عورت حلال نہیں ہوتی، اس لئے کہ وہ محرمات میں سے ہے، معلوم ہوا یہاں عقدِ نکاح کا کام بے فائدہ اور لغو ہے۔

امام صاحبؒ کی دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ عقد نکاح کا مقصود اصلی توالد وتناسل ہے، اور ہر عورت میں چاہے وہ محرمات میں سے ہی کیوں نہ ہو اصلاً اس میں یہ صلاحیت اور قابلیت موجود ہے کہ اس سے توالد وتناسل کا مقصود حاصل ہو، کسی عارض جیسے بیماری یا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے کوئی عورت بچہ نہ جن سکے یہ الگ بات ہے، یہ ایک عارضی چیز ہے، ورنہ اصلاً تو ہر عورت میں یہ صلاحیت موجود ہے، اسی طرح شرعاً کسی عورت کا حلال نہ ہونا یہ ایک عارض ہے، جس کی وجہ سے اس وطی کر کے اولاد حاصل نہیں کی جا سکتی، ورنہ بچہ جننے کی صلاحیت تو فی نفسہ اس میں بھی موجود ہے، جو کہ نکاح کا مقصود اصلی ہے، اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ کام یعنی عقد نکاح بالکل ہی بے محل واقع ہونے کی وجہ سے لغو ہے،

کیونکہ وہ واقع تو اپنے محل میں ہوا ہے، مگر ایک عارض کی وجہ سے اس کام کا مقصود اصلی حاصل نہیں کیا جاسکتا، مگر اس سے کم سے کم اتنا تو فائدہ حاصل ہوا کہ ایک شبہ پیدا ہو گیا، اور شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے، لہذا اس عقد کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے گی۔

اس کو دوسرے الفاظ میں اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس نے جو کام کیا ہے یعنی محرمات سے نکاح، وہ عقلی اعتبار سے تو بر محل ہے کیونکہ نکاح کا مقصود اصلی یعنی توالد وتناسل تو اس عورت سے بھی حاصل ہے، لہذا اس کام کو بالکلیہ لغو اور بے محل نہیں کہا جائے گا، مگر شرعی طور یہ نکاح حرام ہے، اسلئے اس کا ارتکاب کرنے والے کو سزادی جائے گی، البتہ عقلی اعتبار سے بر محل ہونے کی وجہ سے ہلکا سا شبہ آگیا، اسلئے اس کا فائدہ دیتے ہوئے حد زنا کو ہٹا دیا جائے گا، اور اس کی جگہ تعزیر آئے گی، جس میں قتل تک کی گنجائش ہے۔ مرتب کی بات مکمل ہوئی۔

آگے فتوے کا بقیہ ترجمہ:

امام شافعیؒ اور صاحبینؒ کا جو مذہب ہے، کہ اگر حرمت کا علم ہو تو حد واجب ہو گی، وہی جمہور کا قول ہے، اور حنفیہ کے یہاں اسی پر فتویٰ ہے، چنانچہ ابن عابدینؒ ردالمحتار میں جو فقہ حنفی کی کتاب ہے، کہتے ہیں:

اور صاحبین کا کہنا ہے کہ اگر اسے حرمت کا علم تھا تو اسے حد لگے گی، اور اسی پر فتویٰ ہے، (جیسا کہ) خلاصۃ (الفتاویٰ میں لکھا ہے) لیکن تمام شروح میں امام صاحبؒ کے قول کو ترجیح دی گئی ہے، اس لئے اس پر فتویٰ ہونا اولیٰ ہے، یہ بات قاسم نے اپنی تصحیح میں کہی ہے، لیکن قہستانی میں مضمرات سے نقل کیا ہے کہ صاحبین کے قول پر فتویٰ ہے، اھ خوب یاد رہے کہ امام ابو حنیفہؒ اس نکاح کی حلت کے قائل نہیں ہیں، کلام صرف (اس نکاح کی وجہ سے) شبہ کے ثابت ہونے نہ ہونے میں ہے، جیسا کہ واضح ہے۔

دوسرا مسئلہ:

اجرت پر لی ہوئی عورت سے وطی کرنا، اس مسئلہ میں ہمیں حنفیہ کا دو قول نہیں ملا، بلکہ وہ متفقہ طور پر، خدمت کیلئے اجرت پر لی ہوئی باندی سے وطی کرنے پر وجوبِ حد کے قائل ہیں، اور ان کے نزدیک عقد اجارہ ایسا شبہ نہیں ہے جس کی وجہ سے حد کو ہٹا دیا جائے، رد المحتار میں ہے: زنا کیلئے اجرت پر لی ہوئی عورت سے زنا کرنے پر حد نہیں، اور صحیح قول یہ ہے کہ حد واجب ہوگی جیسا کہ خدمت کیلئے اجرت پر لی ہوئی عورت (سے زنا کرنے پر حد واجب ہے) اھ۔

اور بچہ کا (نسب، اس شخص سے) ملنا تو یہ حد کے تابع ہے، چنانچہ جہاں شبہ کی وجہ سے حد واجب نہیں ہوگی وہاں بچہ (کا نسب اس شخص سے) ملے گا، اور ہم نے فتویٰ نمبر ۹۷۵۰۷ میں اسے ذکر کیا ہے۔

اور ہم اس پر تنبیہ کرتے ہیں کہ اس طرح کے فقہی مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہے، بعض مرتبہ فقیہ کوئی مخصوص دلیل کو ملحوظ رکھتا ہے، جس کی وجہ سے وہ مسائل میں کسی مخصوص رائے کو اختیار کرتا ہے، پس اس پر طعن و تشنیع اور اس کے بارے میں بری بات کہنا جائز نہیں، وہ بہرحال مجتہد ہیں، اگر انہوں نے یہ رائے اختیار کی تو ان کے لئے دوہرا اجر ہے اور اگر خطا کی تو ایک اجر۔ واللہ اعلم

فتویٰ کے تاریخ: ۲۵، ذوالقعدۃ ۱۴۲۹۔ **(فتاویٰ الشبکۃ الاسلامیۃ: جلد ۱۶: صفحہ ۲۰۹، رقم ۱۱۵۲۱۸)**

معلوم ہوا کہ جب کتاب وسنت میں شبہات کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے، تو حضرت تھانویؒ کے بیان کردہ مسئلہ میں بھی آدمی کا اس عورت کو اپنی بیوی سمجھنا شبہ ہے، جس کی وجہ سے اس پر حد نہ ہوگی۔

حضرت تھانویؒ کی طرح، سعودی سلفی علماء نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے:

آگے ہم وطی بالشبہ کے مسئلہ پر، سلفی علماء کی چند عبارتیں پیش کرتے ہیں:

(۱) سعودی کبارِ علماء ایک سوال کا یوں جواب دیتے ہیں:

السؤال الثاني من الفتوى رقم (2195)

س2:	إذا تزوج الرجل امرأة وبعد ما ولدت منه طفلا وطفلة ثبت أنها أخته من الرضاعة، فماذا يعمل؛ هل يتقلد بالذنب وذلك الأطفال بعد بلوغهم، وهل يسمح لهم الشرع أن يتزوجوا أو يبقوا بلا زواج إلى موتهم؟

ج2:	إذا تزوج رجل امرأة دون علمه بوجود مانع من موانع الزواج ثم ثبت بعد عقد النكاح أنها أخته من الرضاعة بأن كان الرضاع خمس رضعات في الحولين- وجب فسخ النكاح، وفراقه إياها؛ لبطلان هذا العقد سواء دخل بها أم لم يدخل وسواء ولد له منها طفل أم طفلان أم أكثر وجماعه إياها قبل العلم بالرضاع ليس زنا، بل نكاح شبهة، ولا إثم عليه؛ لأنه جامعها معتقدا أنها زوجة شرعية، والأولاد يلحقون به نسبا تجري عليهم أحكام الأولاد من النكاح الصحيح، فيرثون أباهم، وعليه نفقتهم، وليس ولادتهم من والدين على هذه الطريقة. ممانع من تزوجهم، فهم في ذلك كسائر المسلمين لكن ينبغي للمسلم أن يتحرى قبل عقدالزواج عن الموانع من الزواج من مصاهرة ورضاع وغير ذلك، ثم يقدم على النكاح، وهو على بينة من خلو من يعقد عليها من موانع الزواج.

وبالله التوفيق، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

عضو ... عضو ... نائب الرئيس ... الرئيس

عبد الله بن قعود ... عبد الله بن غديان ... عبد الرزاق عفيفي ... عبد العزيز بن عبد الله بن باز۔

ترجمہ:

سوال:

ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا، اور اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہونے کے بعد ثابت ہوا کہ وہ عورت اس کی رضاعی بہن ہے، اب وہ کیا کرے؟ کیا اس گناہ کو اپنے اوپر لادلے اور اس کے بچے بھی بالغ ہونے کے بعد، اور کیا شریعت انہیں اس کی اجازت دیتی ہے کہ وہ نکاح کریں یا وہ اپنی موت تک بلا نکاح کے رہیں گے؟

جواب:

ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا، جبکہ اسے اس نکاح میں، نکاح کے ممنوعات میں سے کسی ممنوع کے وجود کا علم نہیں تھا، پھر نکاح کے بعد ثابت ہوا کہ وہ اس کی رضاعی بہن ہے،۔۔۔۔۔۔۔۔، تو نکاح کو فسخ کرنا اور اس (عورت) کو جدا کرنا واجب ہے، اس لئے کہ یہ عقد باطل ہے، چاہے اس (عورت) سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور چاہے اس سے ایک، دو یا زیادہ بچے ہو چکے ہوں، اور رضاعت کا علم ہونے سے پہلے اس آدمی کا اس عورت سے جماع کرنا زنا نہیں ہے، بلکہ **نکاح شبہ ہے، اور اس پر کوئی گناہ نہیں، اس لئے کہ اس نے اس عورت سے یہ سمجھتے ہوئے جماع کیا کہ وہ اس کی شرعی بیوی ہے، اور بچوں کا نسب اسی سے لاحق ہوگا، ان پر نکاح صحیح کی اولاد کے احکام جاری ہوں گے، پس وہ اپنے باپ کے وارث ہوں گے، اور اس شخص کے ذمہ ان کا نفقہ ہے**، اور اس طرح کے والدین سے ان بچوں کی ولادت، ان کے نکاح میں رکاوٹ نہیں ہے، وہ اس معاملہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح ہیں۔

لیکن مسلمان کیلئے بہتر یہ ہے کہ وہ نکاح سے پہلے سسرالی رشتہ داری، رضاعت وغیرہ کسی ممنوعات نکاح کے نہ پائے جانے کی اچھی طرح تحقیق کرلے، پھر نکاح کیلئے (اس وقت) قدم بڑھائے، جبکہ اسے پورا اطمینان ہو کہ وہ جس سے نکاح کرنے جارہا ہے اس (سے نکاح کرنے) میں کوئی رکاوٹ نہیں پائی جارہی ہے۔

(فتاویٰ اللجنة الدائمة المجموعة الأولى: ج ۲۱: ص ۷۰)

(۲) شیخ ابن بازؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

- حكم الوطء بشبهة۔

س: من المستمع ف. م. أ. من السودان يقول: رجل تقدم لخطبة إحدى الفتيات، ولها أخت توأمة، وبعد أن تم العقد على الفتاة التي اختارها وبشهادة الشهود، فوجئ في ليلة الزفاف بأن التي زفت إليه أختها، ولكنه دخل بها، ولا ندري هل كان بعلم منه أو بدون علم، فما الحكم في الحالتين؟ وعلى من يقع الإثم؟ وماذا عليه أن يفعل؟

ج: هذا المقام مقام تفصيل، فإن كان وقع بها، يظنها زوجته التي عقد عليها، فلا شيء عليه ولا إثم عليه، وإن حملت فالولد ينسب إليه لأنه وطء شبهة فهو معذور، أما الذين أدخلوها عليه، فكذلك فيهم تفصيل، إن كانوا غلطوا فلا شيء عليهم وإن كانوا تعمّدوا فعليهم الإثم ويستحقون العقوبة على هذا العمل السيئ المنكر، ثم هو بعد ذلك بالخيار، إن شاء طلق أختها وعقد عليها؛ لأن أختها لا عدة لها، مطلقة غير مدخول بها، فله أن يطلقها ويتزوج أختها التي أدخلت عليه في الحال، وإن شاء ترك هذه التي أدخلت عليه؛ لأنها غير زوجته إذا أخبر وعلم، وزوجته باقية، التي عقد عليها، ولا بأس بدخوله عليها؛ لأن هذه موطوءة بشبهة وليست زوجة له بعقد.الخ

ترجمہ:

وطی بالشبہ کا حکم:

سوال: م، أ، سودان سے کہتا ہے کہ ایک آدمی نے ایک لڑکی کو پیغام دیا، اس لڑکی کی ایک جڑواں بہن بھی تھی، اب جس لڑکی کو اس نے اختیار کیا تھا، گواہوں کی گواہی سے اس لڑکی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے بعد، شبِ زفاف اسے اچانک پتہ چلا کہ اس کے پاس، اس (دلہن) کی بہن بھیج دی گئی ہے، لیکن اس آدمی نے اس لڑکی سے دخول کر لیا، ہمیں نہیں معلوم کہ اس نے علم ہونے کے باجود ایسا کیا یا اسے اس کا علم نہیں تھا، تو ان دونوں صورتوں میں کیا حکم ہو گا؟ اور گناہ کس پر ہو گا؟ اور اس شخص کو اب کیا کرنا چاہیے؟

جواب: **اس کے جواب میں تفصیل ہے، اگر اس نے اس عورت سے جماع کیا، اور وہ اسے اپنی بیوی سمجھ رہا تھا جس کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے، تو اس پر کچھ نہیں، نہ وہ گناہ گار ہے، اور اگر اس عورت کو حمل رہ جائے، تو بچہ اسی کی طرف منسوب ہو گا، اس لئے کہ یہ وطی شبہ ہے، پس وہ معذور ہے۔**

رہے وہ لوگ جنہوں نے اس لڑکی کو اس کے پاس پہنچایا تھا، ان کے بارے میں بھی تفصیل ہے، اگر ان سے غلطی ہوئی تو ان پر کچھ نہیں، اور اگر انہوں نے جان بوجھ کر ایسا کیا تو ان پر گناہ ہو گا، اور وہ اس برے اور ناپسندیدہ کام کی

وجہ سے سزا کے مستحق ہوں گے، پھر اس شخص کو اختیار ہے، چاہے تو اس کی بہن کو طلاق دیدے اور اِس سے نکاح کرلے، اس لئے کہ اس کی بہن پر عدت نہیں ہے، وہ ایسی مطلّقہ ہوگی جس سے دخول نہیں کیا گیا۔

پس. اسے اختیار ہے کہ اُسے طلاق دیدے اور اُس کی اِس بہن سے نکاح کرلے جو فی الحال اسکے پاس بھیجی گئی ہے، اور چاہے تو جو عورت اس کے پاس بھیجی گئی ہے اُسے چھوڑ دے، اس لئے کہ یہ اس کی بیوی نہیں ہے جبکہ اسے خبر ہوگئی اور پتہ چل گیا، اور اسکی بیوی (نکاح میں) باقی ہے، جس سے اس نے نکاح کیا تھا، اور (اب) اس کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ اِس عورت سے شبہ کی وجہ سے وطی کی گئی، ورنہ وہ کوئی نکاح کے ذریعہ لائی گئی اس کی (شرعی) بیوی نہیں ہے الخ

(فتاوی نور علی الدرب لابن بازؒ: ج۷: ص۱۲۱)

(۳) شیخ ابن العثیمینؒ کہتے ہیں:

اللهم إلا أن يكون لهذا الواطئ أو لهذا الرجل شبهة ويعتقد أنه يطؤها على وجهٍ حلال فإنه يكون حينئذٍ مولودا من وطئ شبهة وينسب إلى أبيه.

۔۔۔ مگر یہ کہ اس جماع کرنے والے یا اس آدمی کو شبہ ہو، اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ وہ اس عورت سے حلال طور پر وطی کر رہا ہے، اس وقت بچہ شبہ کی وطی سے ہوگا اور اپنے باپ کی طرف منسوب ہوگا۔ (فتاویٰ نور علی الدرب: ج ۱۹: ص ۲)

(۴) **شیخ ابن العثیمینؒ، مطلقہ رجعیہ سے، رجوع کی نیت کے بغیر صحبت کرنے کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:**

لو أنه جامعها بغير نية الرجوع، وأتت بولد من هذا الجماع، فهل يكون ولداً له؟ الجواب: نعم، يكون ولداً له؛ لأن هذا الوطء وطء شبهة، لأنها زوجته ولم تخرج من عدتها، ولا يحد عليه حد الزنا، وإنما يعزر عليه تعزيراً "

اگر اس نے (اپنی مطلقہ رجعیہ سے) رجوع کرنے کی نیت کے بغیر جماع کیا، اور اس جماع سے اس عورت کو بچہ ہوا، تو وہ بچہ اس مرد کا ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ ہاں، بچہ اسی کا ہوگا، اس لئے کہ **یہ وطی، وطی شبہ ہے**، اسلئے کہ وہ اس کی بیوی ہے اور اس کی عدت سے نہیں نکلی ہے، اس پر حد زنا نہیں آئے گی، البتہ اس پر تعزیر آئے گی۔ **(الشرح الممتع:۱۳/۱۹۰)**

(۵)- شیخ حمد بن عبداللہ، جن کا تعارف درج ذیل ہے:

فضيلة الشيخ حمد بن عبد الله الحمد الداعية بوزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد ورئيس لجنة إصلاح ذات البين بجمعية الملك عبدالعزيز الخيرية للخدمات الإجتماعية بحائل۔

کہتے ہیں:

إذا وطئت بشبهة كأن يظنها زوجته فيطأها، فيجب مهر المثل، قال الموفق: بلا خلاف أعلمه. **(شرح زاد المستقنع للحمد :ج ٢٠: ص ١١٢)**

جب کہ شبہ کی وجہ سے اس عورت سے وطی کی گئی، جیسے مثلاً وہ اسے بیوی سمجھ رہا تھا اس لئے اس سے وطی کی، تو مہر مثل واجب ہوگا، موفق کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس میں کسی کا اختلاف ہے۔

(۶)- شیخ ابن بازؒ اور شیخ ابن عثیمینؒ کے شاگرد، شیخ محمد بن ابراہیم التویجری کہتے ہیں:

- شروط حد الزنى:

يشترط لوجوب الحد في الزنى ثلاثة شروط:

1 - تغييب حشفة أصلية كلها في قُبل امرأة حية.

2 - انتفاء الشبهة، فلا حد على من وَطئ امرأة ظنها زوجته ونحوه.

3 - ثبوت الزنى:

حدِ زنی کی شرطیں:

زنی کی حد واجب ہونے کی تین شرطیں ہیں:

۱- زندہ عورت کی اگلی شرم گاہ میں (عضو تناسل کی) اصلی سپاری مکمل چھپ جائے۔

۲- **شبہ کا نہ ہونا، پس اگر کسی نے ایسی عورت سے وطی کیا جسے وہ اپنی بیوی یا باندی سمجھ رہا تھا تو اس پر حد نہ آئے گی۔**

۳- (شرعی گواہی سے) زنا کا ثبوت ہو۔ **(مختصر الفقہ الاسلامی فی ضوء القرآن والسنۃ لمحمد التویجری: ۹۶۴)**

(۷)- شیخ محمد بن محمد المختار الشنقیطی لکھتے ہیں:

فمن وطئ امرأة يظنها زوجته، وتبين أنها غير زوجته؛ فإنه لا يثبت عليه الزنا، مثلاً: وجدها نائمة على فراش زوجته، فهذا يشبه الزوجة.

پس جس نے کسی عورت سے جماع کیا جسے وہ بیوی سمجھ رہا تھا، اور پتہ چلا وہ اس کی بیوی کے علاوہ (دوسری عورت) ہے، تو اس پر زنا ثابت نہیں ہو گی، مثال کے طور پر اسنے اس (عورت) کو اسکی بیوی کے بستر پر سوتا ہوا پایا، پس یہ بیوی کے مشابہ ہے۔
(شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج ۳۷۶: ص ۴)[6]

---

[6] حالانکہ اس صورت میں احناف کے نزدیک حد آئے گی، اور اسے شبہ نہیں مانا جائے گا، اس لئے کہ طویل وقت تک ساتھ رہنے کے بعد اس کا احساس ہو جاتا ہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے یا کوئی اور عورت ہے۔

ہدایہ میں ہے:

ومن وجد امرأة على فراشه فوطئها فعليه الحد " لأنه لا اشتباه بعد طول الصحبة فلم يكن الظن مستندا إلى دليل وهذا لأنه قد ينام على فراشها غيرها من المحارم التي في بيتها وكذا إذا كان أعمى لأنه يمكنه التمييز بالسؤال وغيره إلا إن كان دعاها فأجابته أجنبية وقالت أنا زوجتك فواقعها لأن الإخبار دليل.

اور کسی شخص نے، کوئی عورت اپنے بستر پر پائی اور اس سے وطی کر لیا تو اس پر حد ہے، اس لئے کہ طویل صحبت کے بعد کوئی شبہ نہیں رہتا، پس اس کا گمان (کہ وہ اس کی بیوی ہے) کسی دلیل کے سہارے قائم نہیں ہے، کیونکہ بہت سی مرتبہ بیوی کے علاوہ دوسری محرم عورتیں جو اس کے گھر میں ہوتی ہیں، اس کے بستر پر سو جاتی ہیں (اس لئے کسی عورت کو بیوی کے بستر پر پانے کی وجہ سے یہ سمجھ لینا کہ وہ بیوی ہی ہوگی، درست نہیں، اسلئے ایسی صورت میں اس عورت سے صحبت کر لی تو اس پر حد آئے گی) اور یہی حکم ہو گا جبکہ وہ شخص نابینا ہو، کیونکہ اس شخص کے لئے بھی سوال وغیرہ کے ذریعہ تمیز کرنا ممکن ہے، البتہ اگر اس نے اپنی بیوی کو آواز دی اور اجنبیہ عورت نے اس کا جواب دیا اور کہا کہ میں تمہاری بیوی ہوں، پھر اس نے اس سے بیوی سمجھتے ہوئے وطی کر لی، تو اس پر حد نہیں آئے گی، اس لئے کہ خبر دینا دلیل ہے (کہ وہ اس کی بیوی ہے، اس لئے اگر اس نے اس عورت کو بیوی گمان کرتے ہوئے اس سے جماع کر لیا تو اس کا یہ گمان دلیل کے سہارے قائم ہے، لیکن اگر، نہ اس نے پوچھا نہ اس عورت نے یہ کہا کہ میں تمہاری بیوی ہوں، بس کسی عورت کو پایا اور بغیر تحقیق اس سے جماع کر لیا، تو اس پر حد آئے گی)۔ **(الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی: جلد ۲: صفحہ ۳۴۶)**

البتہ اگر نئی شادی ہوئی اور بدائی میں دوسری عورت (اسکے پاس) بھیج دی گئی، اور عورتوں نے کہا کہ یہی تمہاری عورت ہے اور اس نے اس سے جماع کر لیا تو اس صورت میں بھی اس پر حد نہیں آئے گی، لیکن اسے مہر دینا ہو گا۔

ہدایہ میں ہے:

ومن زفت إليه غير امرأته وقالت النساء إنها زوجتك فوطئها لا حد عليه وعليه المهر۔(ایضاً)

امام ابو المظفر یحیٰ بن ھبیرہؒ (م ۵۶۰ھ) لکھتے ہیں:

وَاخْتلفُوا فِيمَا إِذا رأى على فرَاشه امْرَأَة فظنها زَوجته فَوَطِئَهَا، وَكَذَلِكَ إِذا كَانَ أعمى فَنَادَى زَوجته فَأَجَابَهُ غَيرهَا فَوَطِئَهَا يَظُنهَا زَوجته، ثمَّ بَان أَن الموطؤتين أجنبيتان من الواطئين. فَقَالَ مَالك وَالشَّافِعِيّ وَأحمد: لَا حد عَلَيْهِمَا. وَقَالَ أَبُو حنيفَة: عَلَيْهِمَا الْحَد.

اور علماء کا اس (مسئلہ) میں اختلاف ہے کہ اگر کسی مرد نے اپنے بستر پر کوئی عورت دیکھی، تو اسے اپنی بیوی سمجھ کر، اس سے جماع کر لیا، اسی طرح کسی نابینا شخص نے اپنی بیوی کو آواز دی، اور کوئی دوسری عورت اس کے پاس چلی آئی، اس نابینا نے اس عورت سے جماع کر لیا، جسے وہ اپنی بیوی سمجھ رہا تھا، پھر پتہ چلا کہ وہ دونوں عورتیں جن سے وطی کی گئی وہ ان وطی کرنے والوں کیلئے اجنبی تھیں تو:

امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک ان پر حد نہیں آئے گی، اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں پر حد آئے گی۔ **(اختلاف الائمۃ العلماء: جلد ۲: صفحہ ۲۵۴)**

البتہ اگر کوئی ایسی صورت ہے، جس میں اسے یقین ہے کہ وہ اس کی بیوی ہی ہے اور اس نے اس سے صحبت کرلی تب تو اس پر حد نہیں آئے گی۔

ھندیۃ میں ہے:

إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَأَةٍ عَلَى وَجْهِ شُبْهَةٍ أَوْ نِكَاحٍ فَاسِدٍ فَعَلَيْهِ الْمَهْرُ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ ثَلَاثُ حِيَضٍ۔

اگر کوئی آدمی کسی عورت سے شبہ یا نکاح فاسد کی وجہ سے دخول کرے تو اس (آدمی) پر مہر مثل آئے گا، اور اس عورت کیلئے تین حیض عدت گزارنی ضروری ہوگی۔

علامہ شامیؒ (م **۱۲۵۲ھ**) فرماتے ہیں:

وَفِي التَّتَارْخَانِيَّة عَنْ شَرْحِ الطَّحَاوِيّ: شَهِدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَةٌ بِالزِّنَا وَأَثْبَتُوهُ ثُمَّ ادَّعَى شُبْهَةً فَقَالَ ظَنَنْت أَنَّهَا امْرَأَتِي لَا يَسْقُطُ الْحَدُّ. وَلَوْ قَالَ هِيَ امْرَأَتِي أَوْ أَمَتِي لَا حَدَّ عَلَيْهِ وَلَا عَلَى الشُّهُودِ.

تتارخانیہ میں شرح طحاوی سے نقل کیا ہے کہ: اس پر چار لوگوں نے زنا کی گواہی دی، اور اسے ثابت کیا، پھر اس آدمی نے شبہ کا دعویٰ کیا اور کہا میں اسے اپنی بیوی سمجھا تھا تو حد ساقط نہیں ہوگی، اور اگر کہا یہ میری بیوی ہے یا میری لونڈی ہے تو نہ اس پر حد ہے نہ گواہوں پر۔

آگے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ شامیؒ (م **۱۲۵۲ھ**) فرماتے ہیں:

قُلْت: وَانْظُرْ وَجْهَ الْفَرْقِ بَيْنَ قَوْلِهِ ظَنَنْت أَنَّهَا امْرَأَتِي وَقَوْلِهِ هِيَ امْرَأَتِي. وَلَعَلَّ وَجْهَهُ أَنَّ قَوْلَهُ ظَنَنْت يَدُلُّ عَلَى إقْرَارِهِ بِأَنَّهَا أَجْنَبِيَّةٌ عَنْهُ فَكَانَ إقْرَارًا بِالزِّنَا بِأَجْنَبِيَّةٍ، بِخِلَافِ قَوْلِهِ هِيَ امْرَأَتِي أَوْ اشْتَرَيْتهَا وَنَحْوِهِ فَإِنَّهُ جَازِمٌ بِهِ وَبِأَنَّ فِعْلَهُ غَيْرُ زِنًا فَتَأَمَّلْ.

میں کہتا ہوں: اس کے قول "میں سمجھا کہ وہ میری بیوی ہے" اور اس کے قول " یہ میری بیوی ہے" کے درمیان فرق کی وجہ دیکھئے، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا یہ کہنا کہ " میں یہ سمجھا" اس بات کے اقرار پر دلالت کرتا کہ وہ اجنبی عورت ہے، پس یہ اجنبی سے

حضرت تھانویؒ نے یہی مسئلہ ذکر کیا ہے، پس اسے اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ غور کریں تو احتیاط، احناف کے یہاں زیادہ ہے، مگر پھر بھی غیر مقلدین اعتراض، انہیں پر کرتے ہیں۔

پھر خود سعودی علماء سے جب اس طرح کے مسائل پوچھے گئے، تو انہوں نے یہ کہہ کر ان مسائل کا مزاق نہیں اڑایا کہ ایسے مسائل ممکن ہی ہیں، جیسا کہ معراج ربانی اور فرقہ اہل حدیث کے لوگ کرتے ہیں، بلکہ ان حضرات نے بھی ان مسائل کے وہی جوابات دیئے جو جواب مولانا اشرف علی تھانویؒ نے دیئے تھے۔

اس سے معراج ربانی اور فرقہ اہل حدیث کی حقیقت خوب واضح ہوتی ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سعودی سلفی علماء اور نام نہاد سلفی علماء، عقائد کی طرح مسائل میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

اگر معراج ربانی اور ان کے ہم مسلک علماء، اپنے اعتراضات میں مخلص ہوتے تو حضرت تھانویؒ کے ساتھ ساتھ سعودی سلفی علماء پر بھی اعتراض کرتے۔

آیئے اس مسئلہ میں امیر المــــؤمنین، خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ، اور حبر الامۃ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ بھی ملاحظہ فرمایئے:

عن ابن جريج قال: أخبرني عطاء الخراساني، عن ابن عباس، أنه قضى في رجل خطب امرأة إلى أبيها، ولها أم عربية فأملكه، ولها أخت من أبيها من أعجمية. فأدخلت عليه ابنة الأعجمية فجامعها، فلما أصبح استنكرها، فقضى: «أن الصداق للتي دخل بها»، وجعل له ابنة العربية، وجعل على أبيها صداقها، وقال: «لا يدخل بها حتى يخلو أجل أختها.

زنا کا اقرار ہے، بر خلاف اس کے، اس کا یہ کہنا کہ یہ میری عورت ہے یا میں نے اسے خرید اہے وغیرہ تو اس (صورت میں) اسے یقین ہے کہ اس کا فعل زنا نہیں ہے۔ **(رد المحتار: جلد ۴: صفحہ ۲۹)**

ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام دیا، اس لڑکی کی ماں ایک عربی عورت تھی، اس لڑکی کی ایک سوتیلی بہن تھی، جس کی والدہ **عجمیــــہ** تھی، (لیکن باپ نے بجائے عربی عورت کی بیٹی کے) عجمی عورت کی بیٹی کی رخصتی کر دی، تو اس شخص نے اس سے صحبت کر لی، جب اگلے دن صبح کو محسوس ہوا (کہ یہ عربی عورت کی بیٹی نہیں ہے، تو اس نے مقدمہ دائر کر دیا)، تو ابن عباسؓ نے فتویٰ دیا کہ مرد نے جس عورت کے ساتھ صحبت کی ہے،

اس عورت کو مہر ملے گا اور اس مرد یہاں عربی عورت کی رخصتی کروائی جائے گی، اور اس کا مہر اس کے باپ کے ذمہ ہو گا، اور وہ مرد اس عربی عورت کے ساتھ اس وقت تک صحبت نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس کی بہن کی عدت نہیں گذر جاتی۔ **(مصنف عبد الرزاق: جلد٦: صفحہ ٢٥١، حدیث نمبر ١٠٧١٢**، واسنادہ حسن)

نیز، امام قتادہؒ **(م١١٨ھ)** سے بھی قریب قریب یہی بات منقول ہے۔ **(مصنف عبد الرزاق: حدیث ١٠٧١٧)**

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اسی طرح کا فتویٰ دیا ہے:

لهذه ما سقت إليها بما استحللت من فرجها وعلى أبيها أن يجهز الأخرى بما سقت إلى هذه ولا تقربها حتى تنقضي عدة هذه الأخرى

یہ عورت اس مہر کی مستحق ہو گی جو تم نے اسے اس کی شرم گاہ کو حلال کرنے کے بدلے دیا ہے، اور اس کے والد کے ذمہ لازم ہے کہ دوسری بیٹی کو رخصت کرے اس مہر کے بدلہ جو تم نے اسے دیا ہے، اور تو اُس کے قریب اس وقت تک نہ جانا جب تک کہ اس کی بہن کی عدت ختم نہ ہو جائے۔ دیکھئے: **(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد٩: صفحہ ١٢٦، حدیث نمبر ١٦٦١٧، وسندہ صحیح)۔**

پھر امام ابو بکر بن ابی شیبہؒ **(م٢٣٥ھ)** حضرت علیؓ کے اثر پر یہ باب باندھتے ہیں:

في رجل تزوج ابنة لرجل فزفت إليه ابنة له أخرى۔

ایک آدمی نے کسی شخص کی بیٹی سے نکاح کیا، لیکن شبِ زفاف میں دوسری بیٹی اس سے پاس رخصت کر دی گئی (اس کا کیا حکم ہے)

اسی طرح امام عبد الرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) نے بھی باب باندھا ہے:

باب الرجل يتزوج المرأة فترسل إليه بغيرها۔ (مصنف عبد الرزاق: جلد ۶: صفحہ ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ خیر القرون میں پیش آیا ہے، حضرت تھانویؒ کی بات، رسول اللہ ﷺ کی حدیث، اجماعِ امت اور اسلاف کے فتویٰ کے مطابق ہے۔

نیز معرج ربّانی اور ان جیسے غیر مقلدین، اہلحدیث حضرات نے دراصل بہشتی زیور اور حضرت تھانویؒ کا مزاق نہیں اڑایا، بلکہ صحابہؓ، تابعینؒ اور اسلاف کا مزاق اڑایا ہے۔

اور یہ بات بھی اہل حدیث کے لئے قابلِ فکر ہے کہ کیا یہ (مسئلہ) حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ اور دیگر اسلاف کا بھی اپنا خود ساختہ اسلام ہے؟

اللہ ہمیں صحیح سمجھ کی توفیق عطاء فرمائے۔